طلاق بائن کے الفاظ اور ان کی تفصیل کے بیان میں

رحیق الاحقاق فی کلمات الطلاق

۱۳۱۱ھ

تصنیف لطیف:۔

اعلٰی حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

رحیق الاحقاق فی کلمات الطلاق

۱۳۱۱ھ

(طلاق بائن کے الفاظ کی تعداد اور ان کی تفصیل کے بیان میں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۲۶۸ از بڑودہ ضلع گجرات کلاں ٹھکانہ پائیگاہ قاسم حالہ مرسلہ غلام حسین حالہ ۱۱ جمادی الاخری ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں عالم شریعت محمدی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس مسئلہ میں ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا، چند روز کے بعد اُس کے خاوند نے طلاق بائن دی جائز ہے یا نہیں؟ عورت فاحشہ ہے خاوند نے طلاق بائن دیا جائز ہے یا نہیں؟ طلاق بائن کس کو کہتے ہیں؟ طلاق بائن کا کیا طریقہ ہے؟ طلاق بائن کس طور سے دیتے ہیں؟ جس وقت چاہے خاوند اپنی عورت کو طلاق بائن دے سکتا ہے یا نہیں؟ مع مہر و نام کتاب عبارت عربی ترجمہ اردو، خلاصہ تحریر فرمائیے، اس کا اجر آپ کو خداوند کریم عطا کرے گا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

بائن وہ طلاق جس کے سبب عورت فوراً نکاح سے نکل جائے، اگر بعد نکاح ابھی وطی وجماع کی نوبت نہ پہنچی اگرچہ خلوت ہوچکی ہو تو طلاق دی جائے بائن ہی ہوگی۔

فی التنویر والدر ورد المحتار الخلوۃ لاتکون کالوطئ فی حق الرجعۃ ای لارجعۃ لہ بعد الطلاق الصریح بعد الخلوۃ بحر ای لوقوع الطلاق بائنا[1] اھ بالالتقاط۔

تنویر، در، ردالمحتار میں ہے کہ بیوی سے رجوع کے معاملہ میں خلوت وطی کی طرح نہیں، یعنی خلوت کے بعد اور جماع سے پہلے طلاق دی ہو تو اس صریح طلاق کے بعد بیوی سے رجوع نہیں ہوسکتا ہے، بحر ——کیونکہ صریح طلاق قبل از جماع بائنہ ہوتی ہے اھ ملتقطا (ت)

یونہی جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں خواہ ایک بار میں خواہ دس برس میں، تو وہ بھی بائن ہوجاتی ہیں بلکہ وہ بائن کی قسم اکبر ہیں کہ پھر بے حلالہ اس سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ بائن کی تیسری صورت وہ طلاق کہ مال کے بدلے دی جائے مثلاً شوہر نے کہا میں نے بعوض ہزار روپیہ کے تجھے طلاق دی یا تیرے مہر کے بدلے طلاق دی، اور عورت نے قبول کرلیا، یا عورت نے کہا میں نے اپنے مہر یا فلاں قرض سے تجھے بری کیا اس شرط پر کہ تو مجھے طلاق دے دے، مرد نے دے دی، یا مرد نے کہا جتنے حق عورتوں کے شوہروں پر ہوتے ہیں اُن سب سے مجھے بری کر، اس نے کہا بری کیا، اس نے فوراً کہا میں نے طلاق دی کہ اس میں اگرچہ صراحۃً ذکرِ عوض نہ تھا مگر صورتِ حال دلیل معاوضہ ہے،

فی التنویر الواقع بالطلاق علی مال طلاق بائن[2] اھ وفی ردالمحتار اراد بالمال مایشمل الابراء منہ حتی لوقالت ابرأتک عمالی علیک علی طلاقی ففعل بریٔ وبانت بحر عن البزازیۃ وفی الفتح اٰخر الباب قال ابرئینی من کل حق یکون للنساء علی الرجال ففعلت فقال فی فورہ طلقتک وھی مدخول بھا یقع بائنا لانہ بعوض[3]

تنویر میں ہے کہ مال کے عوض طلاق، بائنہ طلاق ہوگی اھ، اور ردالمحتار میں ہے کہ مال سے مراد عام ہے نقد ہو یا خاوند کے ذمہ اگر بیوی کا مال ہو مثلاً مہر وغیرہ تو طلاق کے عوض بیوی کا خاوند کو اپنے حق سے بری کرنا حتی کہ اگر بیوی نے کہہ دیا کہ طلاق کے عوض میں تجھے اپنے حق سے بری کرتی ہوں اور اس نے طلاق دے دی تو یہ طلاق بائنہ ہوگی، بحر نے اس کو بزازیہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے، اور فتح میں اس باب کے آخر میں ہے خاوند نے کہا تو مجھے ہر ایسے حق سے بری کردے جو عورتوں کا مردوں کے ذمہ ہوتا ہے، اور بیوی نے ایسے کردیا تو خاوند نے فوری طور پر کہہ دیا میں نے تجھے طلاق دی اگر بیوی مدخولہ ہو تو یہ طلاق بائنہ

---

[1] ردالمحتار | باب المہر | داراحیاء التراث العربی بیروت | ۲/۳۴۲

[2] درمختار | باب الخلع | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/۲۴۵

[3] ردالمحتار | باب الخلع | داراحیاء التراث العربی بیروت | ۲/۵۶۰

ہوگی کیونکہ یہ طلاق بالعوض ہے۔ (ت)

چوتھی جو طلاق کسی قسم کی دی گئی اور بغیر رجعت ہُوئے عدّت گزر گئی وُہ طلاق بھی بائن ہوگئی۔ ان چاروں صُورتوں میں کسی لفظ کی تخصیص نہیں سب الفاظ ایک ہی حکم رکھتے ہیں۔

پانچویں یہ کہ عورت سے جماع ہولے اس کے بعد طلاق دے اور گنتی بھی تین تک نہ پہنچے نہ مال کے بدلے طلاق ہو نہ عدّت گزرے، بااینہمہ طلاق دیتے ہی بائن ہوجائے اس کے لئے الفاظ مقرر ہیں کہ ان لفظوں سے کہا تو بائن ہوگی اور ان سے کہا تو رجعی کہ عدّت کے اندر رجعت کا اختیار دیا جائیگا مثلاً اگر زبان سے کہہ لے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں پھیر لیا تو عورت نکاح سے نکلنے نہ پائے گی بدستور زوجہ رہے گی اور حکمِ طلاق زائل نہ ہوگا۔

بائن کے بعض الفاظ یہ ہیں:

جا[1]، نکل[2]، چل[3]، روانہ ہو[4]، اُٹھ[5]، کھڑی ہو[6]، پردہ کر[7]، دوپٹہ اوڑھ[8]، نقاب ڈال[9]، ہٹ[10]، سرک[11]، جگہ[12] چھوڑ، گھر[13] خالی کر، دور[14] ہو، چل دور[15]، اے[16] خالی، اے[17] بری (بفتح با)، اے جدا[18]، تو مجھ[19] سے جدا ہے، میں نے تجھے[20] بے قید کیا، میں نے[21] تجھ سے مفارقت کی، تو جدا[22] ہے،

فی الدر[1] فنحو اخرجی واذھبی وقومی تقنعی تخمری استتری انتقلی انطلقی اغربی اعزبی من العزبة اومن العزوبة یحتمل ردا، ونحو خلیة بریة حرام بائن، ومرادفھا کبتة بتلة یصلح سبا، انت حرة سرحتك فارقتك لا یحتمل السب والرد، ففی حالة الرضی تتوقف الاقسام علی نیة (ملتقطا)۔

دُر میں ہے: نکل جا، چلی جا، کھڑی ہو جا، پردہ کر، دوپٹہ اوڑھ، ہٹ جا، جگہ چھوڑ، دُور ہو، خالی ہو۔ اغربی یا اعزبی غربت یا عزوبت سے ہے، یہ الفاظ جواب کا بھی احتمال رکھتے ہیں، اور اکیلی، اے بری یا حرام یا بائنہ، یہ الفاظ اور ان کے ہم معنیٰ جیسے، تو مجھ سے جُدا ہے، میں نے تجھے آزادی دی، ڈانٹ کا احتمال بھی رکھتے ہیں، اور، تو مجھ سے آزاد ہے، میں نے تجھے بے قید کیا، میں نے تجھ سے مفارقت کی، یہ الفاظ ڈانٹ اور جواب کا احتمال نہیں رکھتے۔ یہ تمام اقسام رضا کی حالت میں کہے ہوں تو نیت پر موقوف ہوں گے۔ (ت)

---

[1] درمختار باب الکنایات مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۲۴

رستہ ناپ[۲۳]، اپنی راہ لے[۲۴] کنایتان عن الذھاب (یہ دونوں کنایہ ہیں، جانے سے۔ ت) کالا منہ کر[۲۵]، چال دکھا[۲۶]، چلتی بن[۲۷]، چلتی نظر آ[۲۸]، دفع ہو[۲۹]، داخل دفع ہو[۳۰]، دفع ہو، داخل فے عین ہو[۳۱]، رفوچکر ہو[۳۲]، پنجرا خالی کر[۳۳]، ہٹ کے سڑ[۳۴]، اپنی صورت گما[۳۵]، بستر اٹھا[۳۶]، اپنا سوجھتا دیکھ[۳۷]، اپنی گٹھڑی باندھ[۳۸]، اپنی نجاست الگ پھیلا[۳۹]، تشریف لے جائیے[۴۰]، تشریف کا ٹوکرا لے جائیے[۴۱]، جہاں سینگ سمائے جا[۴۲]، اپنا مانگ کھا[۴۳]، بہت ہو چکی اب مہربانی فرمائیے، کلھا کنایۃ عن البعد والذھاب (یہ سب دُور ہونے اور جانے سے کنایہ ہیں۔ ت) اے بے علاقہ ہو[۴۴] کقولہ بتۃ بتلۃ ("بے علاقہ ہو" کہا تو بتۃ اور بتلۃ کی طرح ہے۔ ت) منہ چھپا ہو[۴۵]، کقولہ تقنعی تخمری استتری (پردہ کر، اوڑھنی لے، نقاب ڈال، کی طرح ہیں۔ ت) جہنم میں جا[۴۶]، چولھے میں جا، بھاڑ میں پڑ،

فی فروع الدر اذھبی الی جہنم یقع ان نوی خلاصۃ[۱]

دُر کے فروعی مسائل میں ہے، جہنم میں جا، کہا، اگر طلاق کی نیت کی تو طلاق ہو جائے گی، خلاصہ (ت)

میرے پاس سے چل، اپنی مراد پر فتحمند ہو، میں نے نکاح فسخ کیا، تو مجھ پر مثل مردار یا سوئر یا شراب کے ہے

فیھا ایضا وکذا اذھبی عنی وافلحی وفسخت النکاح وانت علی کالمیتۃ او کلحم الخنزیر او حرام کالماء[۲]

اسی میں ہے اور یوں ہی اگر کہا میرے پاس سے چل جا، اپنی مراد پر کامیاب ہو، میں نے نکاح فسخ کیا، تو مجھ پر مردار کی طرح ہے، تو مجھ پر خنزیر کی طرح یا شراب کی طرح ہے۔ (ت)

نہ مثل بھنگ یا افیون یا مال فلاں یا زوجہ فلاں کے،

فی ردالمحتار تحت قول الدر انت علی کالمیتۃ والمراد التشبیہ بما ھو محرم العین کالخمر والخنزیر والمیتۃ فالحکم فیہ کالحکم فی انت علی حرام بخلاف مالو قال انت علی کمتاع فلان فلا یقع وان نوی افادہ فی الذخیرۃ[۳]

ردالمحتار میں درمختار کے قول "تو مجھ پر مردار کی طرح ہے" سے مراد ہر وہ چیز ہے جو قطعی حرام ہے جیسے شراب، خنزیر اور مردار۔ ان کا حکم وہی ہے جو "تو مجھ پر حرام ہے" کا ہے، اس کے بخلاف اگر اس نے کہا "تو مجھ پر فلاں کے مال کی طرح ہے" اس میں نیت کی ہو تب بھی طلاق نہ ہوگی، ذخیرہ میں یہ افادہ کیا۔ (ت)

---

[۱] و [۲] درمختار باب الکنایات مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۲۶

[۳] ردالمحتار 〃 داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۷۴

تو مثل میری ماں[۵۵] یا بہن[۵۶] یا بیٹی[۵۷] کے ہے اور یُوں کہا کہ تُو ماں بہن بیٹی ہے تو گناہ کے سوا کچھ نہیں،

فی الدر و ان نوی بانت علی مثل امی او کامی وکذا لو حذف علیّ خانیۃ برا او ظہارا او طلاقا صحت نیتہ ووقع مانواہ لانہ کنایۃ والا ینو شیئا او حذف الکاف لغا وتعین الادنی ای البر یعنی الکرامۃ ویکرہ قولہ انت امی ویابنتی ویا اختی ونحوہ[۱]۔

دُر میں ہے اگر بیوی کو کہا "تُو مجھ پر میری ماں کی طرح" لفظ مثل یا کاف کو تشبیہ کے لئے ذکر کیا، اور یونہی اگر لفظ علیّ (مجھ پر) کو حذف کردیا ہو اور خدمت یا ظہار یا طلاق جو بھی نیت کرے گا وہی حکم ہوگا، ہر ایک کی نیت صحیح ہوگی کیونکہ یہ لفظ کنایہ ہے، اور کچھ بھی نیت نہ کی یا تشبیہ کے لفظ کو حذف کردیا ہو تو یہ لغو کلام ہوگا اور صرف ادنٰی معنی یعنی خدمت وکرامت مراد ہوگا، اور "تُو میری ماں ہے" اور "اے میری بیٹی اے میری بہن" جیسے الفاظ مکروہ ہیں۔ (ت)

تیری[۵۸] گلو خلاصی ہوئی، تو خالص[۵۹] ہوئی فی ردالمحتار انت خالصۃ[۲] (ردالمحتار میں ہے، تُو خالص ہوئی۔ت)

حلالِ[۶۰] خدا، یا حلالِ[۶۱] مسلمانان، یا ہر[۶۲] حلال مجھ پر حرام، تو میرے[۶۳] ساتھ حرام میں ہے،

الکل فی الشامی کما یأتی صریحا وخالف فیہا المتاخرون ائمتنا المتقدمین فقالوا لاحاجۃ الی النیۃ لانہ المتعارف قلت وفی بلادنا قد انعدم التعارف فآل الامر الی ماکان علیہ قال الشامی ان المتاخرین خالفوا لعرف الحادث فیتوقف الاٰن وقوع البائن بہ علی وجود العرف۔

یہ تمام فتاوٰی شامی میں ہے جیسا کہ آئندہ صراحتًا آئے گا، ان میں متاخرین فقہائے نے ہمارے متقدمین ائمہ کی مخالفت کی ہے اور کہا ان الفاظ میں نیت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ طلاق میں عُرف بن چکے ہیں، قلت (میں کہتا ہوں) ہمارے علاقہ میں یہ عُرف نہیں ہے تو یہ الفاظ اب اپنے اصل پر لوٹ آئیں گے، علامہ شامی نے فرمایا، متاخرین نے جدید عُرف کی بنا پر خلاف کیا تو اس کے ساتھ وقوع بائن وجود عرف پر موقوف ہوگا۔ (ت)

میں[۶۴] نے تجھے تیرے ہاتھ بیچا اگر کسی عوض کا ذکر نہ کرے،

فی ردالمحتار عن الخانیۃ ولو قال بعت نفسک منک فقالت اشتریت یقع

ردالمحتار میں خانیہ سے منقول ہے کہ اگر خاوند نے بیوی کو کہا کہ "میں نے تجھے تیرے پاس فروخت کیا" تو

۱؎ درمختار باب الظہار مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۴۹

۲؎ ردالمحتار باب الکنایات داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۶۲

طلاق بائن لان بیع نفسہا تملیك النفس من المرأۃ و ملك النفس لایحصل الا بالبائن فیکون بائنا[1] اھ۔

بیوی نے کہا میں نے خریدا، تو بائنہ طلاق ہوجائیگی، کیونکہ بیوی کو اس کے پاس فروخت کرنا بیوی کو اپنے نفس کا مالک بنانا ہے نفس کی ملکیت بیوی کو بغیر بائنہ طلاق کے حاصل نہیں ہوسکتی، لہذا بائنہ طلاق ہوگی اھ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں) یہاں عورت کے اس کہنے کی بھی حاجت نہیں کہ میں نے خریدا،

لانہ تملیك نفسہا منہا وھی لاتملك نفسہا الا بالبائن بخلاف ماسیجیئ من قولہ بعت منك طلاقك فانہ تملیك الطلاق منہا فکان تفویضا فاشترط قبولہا۔

کیونکہ یہ بیوی کو اپنے نفس کا مالک قرار دینا ہے تو بیوی اپنے نفس کی مالک بائنہ طلاق کے بغیر نہیں بن سکتی، اس کے بخلاف جو آئندہ عنقریب آئے گا کہ خاوند اگر یُوں کہے "میں نے تجھے تیری طلاق فروخت کی"، تو اسے طلاق کا مالک بنانا ہُوا لہذا یہ خاوند کا بیوی کو طلاق تفویض کرنا ہے جس میں بیوی کا قبول کرنا شرط ہے۔ (ت)

۶۶ میں تجھ سے باز آیا، ۶۷ میں تجھ سے درگزرا فی ردالمحتار عدیت عنہا[2] (ردالمحتار میں ہے: میں تجھ سے درگزرا۔ ت) ۶۸ تو میرے کام کی نہیں، ۶۹ میرے مطلب کی نہیں، ۷۰ میرے مصرف کی نہیں کما حققناہ علی ھامش ردالمحتار (جیسا کہ ہم نے ردالمحتار کے حاشیہ میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) ۷۱ مجھے تجھ پر کوئی راہ نہیں، ۷۲ کچھ قابو نہیں، ۷۳ ملك نہیں، ۷۴ میں نے تیری راہ خالی کردی، ۷۵ تو میری ملك سے نکل گئی، ۷۶ میں نے تجھ سے خلع کیا، ۷۷ اپنے میکے بیٹھ، ۷۸ تیری باگ ڈھیلی کی، ۷۹ تیری رسّی چھوڑدی، ۸۰ تیری لگام اتارلی، ۸۱ اپنے رفیقوں سے جامل،

فی الھندیۃ وألحق ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰی بخلیۃ وبریۃ وبتۃ وبائن و حرام اربعۃ اخری ذکرھا السرخسی فی المبسوط وقاضی خان فی شرح الجامع الصغیر واخرون وھی لاسبیل لی علیك، لاملك لی علیك، خلیت سبیلك، فارقتك ولا روایۃ فی خرجت من ملکی قالوا ھو

ہندیہ میں ہے امام ابویوسف رحمہ اللہ نے خلیۃ، بریۃ، بتۃ، بائن اور حرام کے الفاظ کے ساتھ دیگر چار الفاظ کو ملحق کیا ہے ان دیگر چاروں کو امام سرخسی نے مبسوط میں اور قاضیخان نے شرح جامع صغیر میں اور دوسرے حضرات نے ذکر کیا ہے وہ لاسبیل لی علیك (مجھے تجھ پر چارہ نہیں)، لاملك لی علیك (تجھ پر میری ملکیت نہیں)، خلیت سبیلك (میں نے تیرا راستہ آزاد کیا)، فارقتك (میں نے تجھ سے مفارقت کی)،

---

[1] ردالمحتار باب الخلع قولہ کبعت نفسك مطبع مجتبائی دہلی ۲/۵۵۹

[2] ردالمحتار باب الکنایات داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۶۲

بمنزلة خليت سبيلك، وفي الينابيع الحق ابويوسف رحمه الله تعالٰی بالخمسة ستة اخری وھی الاربعة المتقدمة وزاد خالعتك والحق باھلك ھكذا فی غایة السروجی، اھ، قلت وھو فی حدیث المستعیذة وفیھا ایضا، وفی قوله حبلك علی غاربك لایقع الطلاق الا بالنیة كذا فی فتاوٰی قاضی خان وانتقل وانطلق كالحق وفی البزازیة وفی الحق برفقتك یقع اذا نوی كذا فی البحر الرائق[2]

اور خرجت من ملکی (تُو میری ملکیت سے نکل گئی) میں کوئی روایت نہیں ہے، اور فقہاء نے فرمایا یہ بمنزلہ "خلیت سبیلك" کے ہے۔ اور ینابیع میں ہے امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰی نے پانچ الفاظ کے ساتھ مزید چھ الفاظ ملحق فرمائے ہیں اور وہ چار پہلے ذکر شدہ اور دو مزید اور وہ خالعتك (میں نے تجھ سے خلع کیا) الحق باھلك (اپنے خاندان میں چلی جا)، غایۃ السروجی میں یُونہی مذکور ہے اھ، قلت (میں کہتا ہوں) یہ بات پناہ طلب کرنے والی میں ہے۔ اور اسی غایۃ السروجی میں یہ بھی ہے کہ اگر خاوند نے بیوی کو کہا "تیری ڈوری تیرے کندھے پر ہے" تو نیت کے بغیر طلاق نہ ہوگی، جیسا کہ فتاوٰی قاضی خاں میں ہے تُو منتقل ہو، تو جا، الحق کی طرح ہے۔ اور بزازیہ میں ہے اگر یُوں کہا "تو اپنے دوستوں سے مل جا" نیت کی تو طلاق ہوجائے گی، بحرالرائق میں یونہی ہے۔ (ت)

مجھے تجھ پر کچھ اختیار نہیں ھوكقوله لاسبیل لی علیك (جیسا کہ اس کا قول "مجھے تجھ پر چارہ نہیں"۔ ت)

خاوند تلاش کر[3]

فی الھندیة ویا ابتغی الازواج تقع واحدة بائنة ان نواھا واثنتین[عــہ] وثلث ان نواھا ھكذا فی شرح الوقایة[1]۔

اور ہندیہ میں ہے اگر یُوں کہا "تو خاوند تلاش کر" ایک بائنہ طلاق ہوگی اگر نیت کی ہو، یا دو[عــہ] اور تین ہونگی اگر ان کی نیت کی ہو، شرح وقایہ میں ایسے ہی ہے۔ (ت)

عــہ قابلت عبارة عن اصل الھندیة فوجدتھا ھكذا او ثنتان وثلث ۱۲ حامدرضا غفرله۔

عــہ میں نے ہندیہ کے اصل قلمی نسخہ سے مقابلہ کیا تو میں نے وہاں یُوں عبارت پائی اور دو اور تین ۱۲ حامدرضا غفرلہ (ت)

---

[1] و [2] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۷۵

[3] ایضاً

مجھے تیری[۲۳] حاجت نہیں، مجھے تجھ سے[۲۴] سروکار نہیں، تجھ سے[۲۵] مجھے کام نہیں، غرض[۲۶] نہیں، مطلب[۲۷] نہیں، تُو مجھے[۲۸] درکار نہیں، تجھ سے[۲۹] مجھے رغبت نہیں، میں[۳۰] تجھے نہیں چاہتا، یہ محض مہمل ہیں اگرچہ نیت کرے،

فی الھندیۃ ولو قال لاحاجۃ لی فیک ینوی الطلاق فلیس بطلاق کذا فی السراج الوھاج واذا قال لاارید ک اولا احبک اولا اشتھیک اولارغبۃ لی فیک فانہ لایقع وان نوی فی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی کذا فی بحرالرائق[۱]

ہندیہ میں ہے اگر کہا "مجھے تجھ میں حاجت نہیں ہے" طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق نہ ہوگی، جیسا کہ سراج وہاج میں مذکور ہے، اور جب یوں کہا "میں تجھے نہیں چاہتا" یا "میں تجھے پسند نہیں کرتا" یا "میں تجھ میں خواہش نہیں رکھتا" یا "مجھے تجھ میں دلچسپی نہیں" تو طلاق نہ ہوگی اگرچہ نیت کی ہو، یہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قول ہے، بحرالرائق نے ایسے ہی بیان کیا۔(ت)

میں[۳۱] تجھ سے جُدا ہُوں یا ہُوا (فقط میں جُدا ہُوں یا ہُوا کافی نہیں اگرچہ بنیت طلاق کہے)

فی الھندیۃ ولو قال انا منک بائن و نوی الطلاق یقع ولو قال انا بائن ولم یقل منک لایقع وان نوی کذا فی محیط السرخسی[۲]

ہندیہ میں ہے اگر یوں کہا، میں تجھ سے بائن ہوں اور طلاق کی نیت کی تو طلاق ہوجائے گی، اور اگر صرف میں بائن ہوں، اور، تجھ سے، نہ کہا تو نیت کے باوجود طلاق نہ ہوگی، محیط سرخسی میں ایسے ہی مذکور ہے۔(ت)

میں[۳۲] نے تجھے جُدا کردیا، میں نے تجھ سے جُدائی کی، تو خود[۳۳] مختار ہے، تو آزاد[۳۴] ہے،

فی الھندیۃ ولو قال فی حال مذاکرۃ الطلاق باینتک او ابنتک او ابنت منک او انت سائبۃ او انت حرۃ یقع الطلاق وان قال لم انو الطلاق لایصدق قضاءً[۳]۔

ہندیہ میں ہے اگر حالت مذاکرہ طلاق میں، میں تجھ سے جُدا ہوں، میں نے تجھ کو جدا کیا، میں تجھ سے جُدا ہوا، تو سائبہ ہے یا تو آزاد ہے، تو طلاق ہوجائے گی اور اگر وہ کہے کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تو قضاءً اس کی تصدیق نہ کی جائے گی(ت)

---

[۱] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۷۵

[۲] ایضاً

[۳] ایضاً

[۸۹] مجھ میں تجھ میں نکاح نہیں، [۹۰] مجھ میں تجھ میں نکاح باقی نہ رہا،

فی الھندیۃ ولوقال لہا لانکاح بینی و بینک اوقال لم یبق بینی و بینک نکاح یقع الطلاق اذا نوی کذا فی فتاوٰی قاضی خان[۱]

ہندیہ میں ہے اگر کہا، تجھ میں مجھ میں نکاح نہیں، یا کہا، مجھ میں اور تجھ میں نکاح باقی نہیں ہے، تو نیّتِ طلاق سے طلاق ہوگی، جیسا کہ فتاوٰی قاضیخاں میں ہے۔ (ت)

[۹۱] میں نے تجھے تیرے گھروالوں یا [۹۲] باپ یا [۹۳] ماں یا [۹۴] خاوندوں کو دیا یا خود [۹۵] تجھ کو دے ڈالا (اور تیرے بھائی یا ماموں یا چچا یا کسی اجنبی کو کہا تو کچھ نہیں)

فی الھندیۃ روی الحسن عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی انہ اذا قال وھبتک لاخیک اولخالک اولعمک اولفلان الاجنبی لم یکن طلاق کذا فی السراج الوھاج ولو قال لہا وھبت نفسک منک فھومن جملۃ الکنایات ان نوی بہ الطلاق یقع والا فلا[۲]

ہندیہ میں ہے: امام حسن رحمہ اللہ تعالٰی نے امام اعظم رحمہ اللہ تعالٰی سے روایت کیا کہ اگر یوں کہا، میں نے تجھے تیرے بھائی، خالو، چچے یا فلاں اجنبی کو ہبہ کیا طلاق نہ ہوگی جیسا کہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر یوں کہا، میں نے تیرا نفس تجھے ہبہ کیا تو کنایہ کے الفاظ میں سے ہے اگر نیت کی تو طلاق ہوجائے گی، ورنہ نہیں۔ (ت)

[۹۶] مجھ میں تجھ میں کچھ معاملہ نہ رہا یا تجھ میں مجھ میں کچھ شئی نہیں اگرچہ نیت کرے،

فی الھندیۃ ولوقال لم یبق بینی و بینک شیئ ونوی بہ الطلاق لایقع و فی الفتاوٰی لم یبق بینی و بینک عمل ونوی یقع کذا فی العتابیۃ[۳]

ہندیہ میں ہے اگر کہا تیرے اور میرے درمیان کوئی شئی باقی نہیں اور اس سے نیت طلاق کی ہو تو طلاق نہ ہوگی، اور فتاوٰی میں مذکور ہے اگر یوں کہا، تیرے اور میرے درمیان کوئی معاملہ باقی نہیں رہا، نیت کی ہو تو طلاق ہوگی جیسا کہ عتابیہ میں مذکور ہے۔ (ت)

[۹۷] میں تیرے نکاح سے بری ہُوں [۹۸] بیزار ہوں،

فیھا عن الخانیۃ ولوقال انا بریئ من

ہندیہ میں خانیہ سے منقول ہے، اگر کہا، میں تیرے

---

[۱] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۷۵
[۲] و [۳] " " " " " " " " ۱/۳۷۶

نکاحك یقع الطلاق اذا نوی[1]

نکاح سے بری ہُوں ، طلاق کی نیت سے طلاق ہوجائے گی۔ (ت)

مجھ سے دُور ہوجا[99]،

فیھا عنھا ولو قال ابعدی عنی ونوی الطلاق یقع[2]

ہندیہ میں خانیہ سے منقول ہے ، اگر کہا تُو مجھ سے دُور ہوجا ، طلاق کی نیت سے طلاق ہوجائے گی (ت)

مجھے صورت نہ دکھا[100]،

وھذا بمعنی ابعدی عنی ، وفیہ ینوی کما مر انفا بخلاف استتری منی فانہ بزیادۃ منی خرج عن کونہ کنایۃ کما فی الخانیۃ ایضًا قال الشامی یکون قولہ منی قرینۃ لفظیۃ علی ارادۃ الطلاق بمنزلۃ المذاکرۃ تأمل[3] اھ، ورأیتنی کتبت علی ھامشہ مانصہ ، اقول وذلك بخلاف انت یقول لاترنی وجھك فانہ یکون عبارۃ عن البغض والتنفر فلایزول الاحتمال اھ فافھم[4]۔

اور یہ "مجھ سے دُور ہوجا" کے معنٰی میں ہے' اور اس میں نیت کرے گا ، جیسا کہ ابھی گزرا ، اس کے برخلاف "مجھ سے پردہ کر" منی (مجھ سے) کا لفظ زائد ہونے کی وجہ سے کنایہ سے خارج ہے جیسا کہ خانیہ میں بھی ہے نیز علامہ شامی نے فرمایا کہ یہاں منی (مجھ سے) کا لفظ قرینہ لفظیہ ہے کہ اس نے طلاق مراد لی مجھے بمنزلہ مذاکرہ طلاق ہے ، غور چاہیے اھ مجھے اس کے حاشیے پر لکھنا یاد ہے جس کی عبارت یہ ہے ، اقول (میں کہتا ہُوں) کہ اس کے برخلاف ہے یہ کہنا تو اپنا چہرہ مجھے نہ دیکھا ، کیونکہ یہ لفظ بغض اور نفرت کے اظہار کے لئے ہے لہٰذا دوسرا احتمال ختم نہ ہوگا ، اھ ، غور کرو۔ (ت)

کنارے ہو[101]، تُو نے مجھ سے نجات پائی[102]،

فی الھندیۃ ومن الکنایات تنحی عنی و نجوت منی کذا فی فتح القدیر[5]

ہندیہ میں ہے ، الفاظ کنایہ میں سے ، کنارے ہو ، مجھ سے تُو نے نجات پائی ، ایسے ہی فتح القدیر میں ہے۔ (ت)

---

[1] و [2] فتاوٰی ہندیہ — الفصل الخامس فی الکنایات — نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۷۶

[3] ردالمحتار — باب الکنایات — داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۶۳

[4] جدالممتار — " " حاشیہ نمبر ۹۶ — المجمع الاسلامی مبارکپور ۲/۵۱۵

[5] فتاوٰی ہندیہ — الفصل الخامس فی الکنایات — نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۷۶

ومثلہا (اور اسی کی مثال ہے۔ت) الگ ہو[102]، میں نے تیرا پاؤں کھول دیا[103]

لعدم التعارف فی بلادنا وما فی الخلاصۃ پای کشادہ کردم ترا تفسیر قولہ طلقتک عرفا حتی یکون رجعیا وتقع بدون النیۃ[1] اھ فمبنی کما تری علی العرف فی الھندیۃ عن الذخیرۃ عن الامام ظہیر الدین یفتی فیما سواھا باشتراط النیۃ ویکون الواقع بائنا[2]۔

ہمارے علاقہ کا عرف نہ ہونے کی بنا پر، اور جو خلاصہ میں ہے کہ "میں نے تیرے پاؤں کھول دئے" عرف میں "میں نے تجھے طلاق دی" کے ہم معنی ہے لہذا اس سے طلاق رجعی ہوگی، اور بغیر نیت طلاق ہوجائے گی اھ تو یہ عرف پر مبنی ہے جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے ہندیہ میں ذخیرہ سے امام ظہیر الدین سے منقول ہے کہ مذکورہ الفاظ کے علاوہ میں نیت شرط ہونے پر فتوٰی دیا جائے گا اور اس سے بائنہ طلاق ہوگی۔(ت)

میں نے تجھے آزاد کیا، آزاد ہوجا[104]،

فیہا ولو قال اعتقتک طلقت بالنیۃ کذا فی معراج الدرایۃ وکونی حرۃ او اعتقی مثل انت حرۃ کذا فی البحر الرائق[3]۔

ہندیہ میں ہے: اور اگر خاوند کہے "میں نے تجھے آزاد کیا" تو نیت سے طلاق ہوگی، جیسا کہ معراج الدرایہ میں ہے، اور "تو آزاد ہوجا" یا "تو آزاد ہے" انت حرۃ کی طرح ہے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے۔(ت)

تیری بندکٹی، تو بے قید ہے[105]،

فیہا ولو قال انت السراح فھو کما قال لھا انت خلیۃ کذا فی فتاوٰی قاضی خان[4]۔

ہندیہ میں ہے: اگر کہا "تو بے قید ہے" یہ ایسے ہی ہے جیسے یوں کہے "تو جدا ہے"، جیسا کہ فتاوٰی قاضی خان میں ہے۔(ت)

میں تجھ سے بری ہوں[109]،

فیہا فی مجموع النوازل امرأۃ قالت لزوجہا انا بریئۃ منک فقال الزوج

ہندیہ میں ہے کہ مجموع النوازل میں ہے، بیوی نے کہا "میں تجھ سے بری ہوں" تو خاوند نے جواب میں

---

[1] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الطلاق مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲/ ۹۹

[2] فتاوٰی ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۷۹

[3] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات " " " ۱/ ۳۷۶

[4] ایضاً

انا بریٔ منك ایضاً فقالت انظر ماذا تقول فقال ما نویت الطلاق لایقع الطلاق لعدم النیة کذا فی المحیط۔[1]

کہا "میں بھی تجھ سے بری ہوں" پھر بیوی نے کہا خیال کرو کیا کہہ رہے ہو، تو خاوند نے کہا میں نے طلاق کی نیت سے نہیں کہا، تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ نیت نہیں ہے، جیساکہ محیط میں ہے (ت)

۱۱۰؎ اپنا نکاح کر، جس سے چاہے نکاح کرلے۔

فیہا لوقال تزوجی ونوی الطلاق اوالثلث صح وان لم ینوشیئاً لم یقع کذا فی العتابیة۔[2]

ہندیہ میں ہے اگر کہا "تُو نکاح کرلے" اور طلاق کی نیت کی ہو تو ایک طلاق، اور تین کی نیت کی تو تین ہوں گی۔ اور کوئی نیت نہیں کی تو کوئی طلاق نہ ہوگی، جیساکہ عتابیہ میں ہے (ت)

۱۱۱؎ میں تجھ سے بیزار ہُوا،

فیہا عن الخلاصة ولوقال لہا از تو بیزار شدم لایقع بدون النیة[3]، قلت وظاہر ان لیس کقولہ انا منك طالق فافہم[ع] وتثبت۔

ہندیہ میں خلاصہ سے ہے اگر کہا "میں تجھ سے بیزار ہوں" تو نیت کے بغیر طلاق نہ ہوگی۔ قلت (میں کہتا ہُوں) ظاہر یہ ہے مذکورہ لفظ خاوند کے قول "میں تجھ سے طلاق والا ہوں" کی طرح نہیں ہے، غور کرو اور ثابت رہو۔ (ت)

۱۱۲؎ میرے لئے تجھ پر نکاح نہیں،

فی الخانیة وفی نحو قولك لانکاح لی علیك لایقع الطلاق الا بالنیة[4] (ملخصاً)

خانیہ میں ہے: خاوند کے اس قول سے کہ "میرے لئے تجھ پر نکاح نہیں ہے" نیت کے بغیر طلاق نہ ہوگی۔ (ت)

۱۱۳؎ میں نے تیرا نکاح فسخ کیا،

فیہا ولوقال لہا فسخت نکاحك یقع الطلاق

خانیہ میں ہے، اگر بیوی کو کہا "میں نے تیرا نکاح

ع اشارة الی ان ما فی الدر سہو ۱۲ منہ

یہ اس طرف اشارہ ہے کہ جو درمختار میں ہے وہ سہو ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[1] و [2] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۷۶

[3] فتاوٰی ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۸۵

[4] فتاوٰی قاضی خاں فصل فی الکنایات نولکشور لکھنؤ ۲/ ۲۱۶

اذا نوی[1]۔ فسخ کیا، نیت سے طلاق ہوجائے گی۔ (ت)

تجھ پر[115] چاروں راہیں کھول دیں (اور اگر یوں کہا کہ تجھ پر چاروں کھلی ہیں تو کچھ نہیں جب تک یہ بھی نہ کہے جو راستہ[116] چاہے اختیار کر)

فیہا ولو قال لہا اربع طرق علیك مفتوحۃ ونوی الطلاق لایقع الطلاق الا ان یقول اربع طرق علیك مفتوحۃ فخذی فی ای طریق شئت فحینئذ یقع الطلاق اذا نوی و لو قال(چہار راہ بر تو کشادم) لایقع الطلاق ما لم ینو[2] وفی الہندیۃ اذا قال لہا چہار راہ برتو کشادہ است لایقع الطلاق وان نوی ما لم یقل خذی ایما شئت عند اکثر المشائخ وانہ منقول عن محمد رحمہ اللہ تعالٰی واذا قال لہا چہار راہ برتو کشادم یقع الطلاق اذا نوی وان لم یقل خذی ایما شئت[3]۔

خانیہ میں ہے: اگر خاوند نے کہا "چاروں راہ تجھ پر کھلی ہیں" اور طلاق کی نیت کی تو طلاق نہ ہوگی جب تک ساتھ یہ نہ کہے جس راستے کو تُو چاہے اختیار کرلے، اگر طلاق کی نیت سے یہ کہہ دیا تو طلاق ہوجائے گی، اور اگر کہا تجھ پر چاروں راہیں کھول دیں، تو نیت کے بغیر طلاق نہ ہوگی، اور ہندیہ میں بھی ہے کہ اگر خاوند نے صرف یہ کہا "تجھ پر چار راہیں کھلی ہیں تو نیت کے باوجود نہ ہوگی جب تک ساتھ یہ نہ کہے" تو جس کو چاہے اختیار کرلے"۔ اکثر مشائخ کے ہاں یہ ہے، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی سے یہی منقول ہے۔ اور اگر کہا "تجھ پر چاروں راہیں کھولتا ہوں" تو نیت کی تو طلاق ہوجائیگی اگرچہ اس نے "جس کو تُو چاہے اختیار کرلے" نہ کہا ہو۔ (ت)

میں[117] تجھ سے دست بردار ہُوا،

فی الخانیۃ (جنگ بازداشتم) از تو قال الفقیہ ابوجعفر واحدۃ بائنۃ وغیرہ یقع رجعیۃ والاول اصح[4]۔

خانیہ میں ہے: اگر خاوند نے کہا "میں تجھ سے دستبردار ہُوا" تو ابوجعفر فقیہ نے کہا ایک طلاق بائنہ ہوگی، اور دُوسروں نے کہا کہ ایک طلاق رجعی ہوگی، پہلا قول اصح ہے (ت)

---

[1] فتاوٰی قاضی خاں — فصل فی الکنایات — نولکشور لکھنؤ — ۲/ ۲۱۶

[2] " " " — " — " — ۲/ ۲۱۷

[3] فتاوٰی ہندیۃ — الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیۃ — نورانی کتب خانہ پشاور — ۱/ ۳۸۱

[4] فتاوٰی قاضی خاں — فصل فی الکنایات — نولکشور لکھنؤ — ۲/ ۲۱۷

میں نے[۱۱۸] تجھے تیرے گھر والوں یا باپ[۱۱۹] یا ماں[۱۲۰] کو واپس دیا ،

فی الطحطاوی عن الدر المنتقی رددتک الیھم ولا یشترط قبولھم[۱]

طحطاوی میں درمنتقی سے منقول ہے، خاوند نے کہا "میں نے تجھے تیرے گھر والوں کو واپس کردیا" توگھر والوں کا قبول کرنا شرط نہیں ہے (ت)

تو میری[۱۲۱] عصمت سے نکل گئی ،

فی العقود صرح فی الوجیز لبرھان الائمۃ انہ لوقال فسخت النکاح بینی وبینک ولم یبق بینی وبینک لایقع الابالنیۃ ولایخفی ان قولہ انت خارجۃ عن عصمتی مثلہ فی المعنی من الفتاوی المزبورۃ قلت فان الخروج عن العصمۃ یکون بطلاق وفسخ کطریان حرمۃ مصاھرۃ ولو من قبلہ فلم یتعین للطلاق وکذا الخروج عن الملک کمامر[۲]

عقود دریہ میں ہے کہ علامہ برہان الائمہ نے وجیز میں تصریح کی ہے کہ اگر خاوند نے کہا "میرے اور تیرے درمیان نکاح فسخ ہوگیا ہے اور ہمارے درمیان نکاح باقی نہ رہا" تو نیت کے بغیر طلاق نہ ہوگی ، اور یہ مخفی نہیں کہ خاوند کا کہنا کہ "تو میری عصمت سے خارج ہے" معنی میں اُسی کی مثل ہے جو فتاوٰی مذکورہ سے مروی ہے قلت (میں کہتا ہوں) عصمت سے خارج ہونا طلاق اور فسخ کے ساتھ ہوتا ہے ــــــ مثلاً حُرمتِ مصاہرۃ کی بنا پر جوکہ خاوند کی طرف سے بھی طاری ہوسکتی ہے لہذا فسخ کے لئے طلاق متعین نہیں ہے" اور اسی طرح ملکیت سے خارج ہونا بھی ہے، جیسا کہ گزرا ۔ (ت)

میں[۱۲۲] نے تیری ملک سے شرعی طور پر اپنا نام اتار دیا ،

فی الخیریۃ سئل فی رجل قال فی حال الغضب وسؤال الطلاق لزوجتہ نزلت عنھا نزولا شرعیا ھل تبین بذلک ام لا (اجاب) لم ار من تعرض لھذا فی کلامھم لکن رأیت فروعا متعددۃ فی الکنایات تقتضی انہ

خیریہ میں ہے : ان سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے بیوی کو غصہ میں اور طلاق کے مطالبہ پر کہا "میں نے اس سے شرعی نام اتار دیا" توکیا اس شخص کی بیوی بائنہ ہوجائے گی یا نہیں ؟ ، انھوں نے جواب دیا میں نے فقہاء کے کلام میں اس مسئلہ کے بیان کو نہیں پایا ، لیکن میں نے کنایہ کے بہت سے مسائل

---

[۱] طحطاوی علی الدر المختار باب الکنایات دار المعرفۃ بیروت ۲/۱۳۸

[۲] عقود الدریۃ فی تنقیح الحامدیۃ کتاب الطلاق حاجی عبدالغفار قندھار افغانستان ۱/۴۳

33 يقع بمثله الطلاق البائن اذا وجدت النية او دلالة الحال فتعين الافتاء بالوقوع فی الحادثة واذا علمت ان هذا يصلح جوابا لاس داوشتيمة وتأملت فی فروع ذکرها صاحب البحر والتاتارخانية وغيرهما قطعت بما ذکرنا۔[1]

33 دیکھے ہیں جن کی روشنی میں اس صورتِ مذکورہ میں طلاق بائنہ ہوگی جب نیت پائی جائے یا حال کی دلالت پائی جائے، لہذا اس مذکورہ حادثہ میں طلاق کا فتوٰی متعین ہوگا، جب معلوم ہوگیا کہ مسئلہ مذکورہ میں خاوند کا قول جواب ہی ہوسکتا ہے مطالبہ طلاق کا رد یا گالی نہیں بن سکتا اور میں نے بحر اور تاتارخانیہ وغیرہما میں مذکور فروعات میں غور کیا، تو مجھے یقین ہوگیا کہ طلاق کے وقوع کا حکم ایسے ہی ہے جیسے ہم نے ذکر کیا ہے۔ (ت)

تو میرے[123] لائق نہیں قیامت تک یا عمر بھر[124]،

فی الخلاصة ولو قال لامرأته، تو مرا نہ شائی تا قیامت او ہمہ عمر، لایقع الطلاق بدون النية۔[2]

خلاصہ میں ہے: اگر بیوی کو کہا "تُو میرے لائق نہیں ہے قیامت تک یا عمر بھر، تو نیت کے بغیر طلاق نہ ہوگی۔ (ت)

تُو مجھ سے[125] ایسی دُور ہے جیسے مکہ معظمہ مدینہ طیبہ سے یا دلی لکھنؤ سے،

فی الخلاصة ولو قال لها تو از من چناں دُوری کہ مکہ از مدینہ لایقع الطلاق بدون النية۔[3]

خلاصہ میں ہے: اگر بیوی کو کہا "تُو مجھ سے ایسی دُور ہے جیسے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ" تو بغیر نیت طلاق نہ ہوگی۔ (ت)

ان سب صورتوں میں اگر طلاق کی نیت ہو طلاق بائن پڑ جائے گی تو مطلقہ[1] بائنہ ہے (بے حرف عطف)، یا تو مطلقہ[2] پس بائنہ ہے تجھ پر سب[3] سے فحش تر طلاق، شیطانی[4] طلاق، بدعت[5] کی طلاق، بدتر[6] طلاق، پہاڑ[7] کی مثل، ہزار[8] کے مثل، کوٹھری[9] بھر کے سخت[10] یا لمبی[11] یا چوڑی[12] طلاق، سب سے بُری[13]، سب سے کڑی[14]، سب سے گندی[15]، سب سے ناپاک[16]، سب سے کڑی[17]، سب سے بڑی[18]، سب سے چوڑی[19]، سب سے لمبی[20]، سب سے موٹی[21] طلاق، کلاں تر[22] طلاق،

---

[1] الفتاوی الخیریۃ کتاب الطلاق دار الفکر بیروت ۱/ ۵۰

[2] خلاصۃ الفتاوی الفصل الثانی فی الکنایات مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲/ ۱۰۰

[3] " " کتاب الطلاق " " " ۲/ ۹۹

فی الدر ویقع بقولہ انت طالق بائن او افحش الطلاق او طلاق الشیطان والبدعۃ او اشر الطلاق او کالجبل او کالف او ملء البیت او تطلیقۃ شدیدۃ او طویلۃ او عریضۃ او اسوأہ او اشدہ او اخبثہ او اکبرہ او اعرضہ او اطولہ او اغلظہ او اعظمہ واحدۃ بائنۃ ان لم ینو ثلاثا فیہ ایضا ولو بالفاء (ای فی قولہ انت طالق فبائن) فبائنۃ ذخیرۃ[1] (ملخصا)

دُر میں ہے، خاوند نے بیوی کو کہا، تجھے بائن طلاق، فحش تر طلاق، شیطانی طلاق، بدتر طلاق، بدعت طلاق 'یا پہاڑ برابر' یا ہزار برابر، کوٹھری بھر طلاق، شدید طلاق، طویل، عریض، سب سے بُری، سب سے شدید، سب سے بڑی، سب سے عریض، سب سے طویل، سب سے غلیظ، سب سے عظیم طلاق۔ تو ان تمام صورتوں میں ایک بائنہ طلاق ہوگی جبکہ یہاں بھی تین کی نیت نہ کی ہو۔ اور اگر بائن کو ف کے ساتھ ذکر کرے مثلاً تُو طلاق والی" فبائنہ" کہا تو بائنہ ہوگی۔ ذخیرہ۔ (ت)

[23] تجھ پر ایسی طلاق جس سے تُو اپنے اختیار میں ہو جائے۔

فی الدر کما یقع البائن لو قال انت طالق طلقۃ تملکی بہا نفسک لانہا لا تملک نفسہا الا بالبائن[2]

دُر میں ہے، اگر کہا "تجھ پر ایسی طلاق جس سے تُو اپنے اختیار میں ہو جائے" تو بائنہ طلاق واقع ہوگی کیونکہ بیوی بائنہ طلاق کے بغیر اپنی مالک نہیں ہو سکتی (ت)

[24] تجھ پر بائن طلاق،

فی رد المحتار تحت قولہ لانہا لا تملک نفسہا صرح بہ فی البدائع وقال اذا وصف الطلاق بصفۃ تدل علی البینونۃ کان بائنا اھ وھذہ الصفۃ بمعنی قولہ انت طالق طلقۃ بائنۃ الخ[3]۔

رد المحتار میں مات کے قول کہ "اپنے نفس کی مالک نہ ہوگی" کے تحت ہے اس کی تصریح بدائع میں کی ہے، اور کہا کہ جب طلاق ایسے وصف سے موصوف ہو جو بائنہ ہونے پر دلالت کرے تو وُہ طلاق بائنہ ہوگی اھ، اور یہ صفت" تو بائنہ طلاق والی ہے" کے معنیٰ میں ہوگی الخ (ت)

---

[1] درمختار | باب الصریح | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/ ۲۲۲

[2] ایضاً

[3] رد المحتار | باب الصریح | دار احیاء التراث العربی بیروت | ۲/ ۴۵۰

[25] "تجھ پر وہ طلاق جس میں مجھے رجعت کا اختیار نہیں" اس میں بالاتفاق ہمارے ائمہ کے مذہب میں طلاق بائن ہوگی۔ اور اگر یہ کہا "تجھ پر طلاق ہے اس شرط پر کہ مجھے رجعت کا اختیار نہیں، جوہرہ میں فرمایا کہ اس میں رجعی ہوگی، اور بائن ہونے کو ضعیف بتایا مگر تبیین الحقائق اور غایۃ البیان اور فتح القدیر میں فرمایا کہ اوّل تو ہمیں رجعی ہونا مسلّم نہیں اور ہو بھی تو اُس کی وجہ یہ ہے یہ ایک بحث ہے جس سے اصلاً مذہب ہمارے ائمہ کا اُس صورت میں وقوعِ بائن ہونا ثابت نہیں ہوتا اگرچہ بحر الرائق میں اسی بحث کی بناء پر جزم فرمایا کہ یہاں وقوعِ بائن ہمارا مذہب ہے،

فی البحر عن الجوھرۃ ان قال انت طالق علی انہ لا رجعۃ لی علیك یلغو و یملك الرجعۃ وقیل تقع واحدۃ بائنۃ و ان نوی الثلث فثلث اھ وظاھر ما فی الھدایۃ ان المذھب الثانی فانہ قال واذا وصف الطلاق بضرب من الشدۃ والزیادۃ کان بائنا اھ[1]

بحر میں جوہرہ سے منقول ہے: اگر خاوند نے کہا تجھے طلاق اس شرط پر جس میں مجھے رجعت کا اختیار نہیں، تو یہ رجعی ہوگی، اور بعض نے کہا ایک بائنہ واقع ہوگی، اور اگر تین کی نیت کی تو تین ہوں گی۔ اور ہدایہ کے بیان سے ظاہر یہ ہے کہ دُوسرا قول مختارِ مذہب ہے کیونکہ اس نے کہا کہ اگر طلاق کو کسی شدّت اور زیادتی کے ساتھ موصوف کیا جائے تو وُہ بائنہ ہوگی اھ (ت)

اس کے سوا تیسری صورت ایک اور ہے وُہ یہ کہ تجھے طلاق ہے اور مجھے رجعت کا اختیار نہیں' اس میں بلاشبہ رجعی ہوگی کما فی الشامی و یاتی (جیسا کہ شامی میں ہے اور آگے آئے گا۔ ت) یُونہی اگر کہا تجھ پر طلاق ہے اس شرط پر کہ اُس کے بعد رجعت نہیں بلکہ یُوں کہا کہ تجھ پر وُہ طلاق ہے جس کے بعد رجعت نہیں بلکہ یُوں کہا کہ تجھ پر وُہ طلاق ہے جس کے بعد رجعت نہ ہوگی، تو ان سب صورتوں میں بلاخلاف رجعی ہونا چاہئے،

والسر فیہ ان الصور ھھنا ثلث العطف والشرط والوصف کقولہ انت طالق ولا رجعۃ لی علیك او انت طالق علی ان لا رجعۃ لی علیك او انت طالق طلقۃ

اس میں راز یہ ہے کہ یہاں تین صورتیں ہیں، ایک عطف، دوسری شرط، تیسری وصف۔ پہلی جیسے کہے "تجھے طلاق اور مجھے رجوع کا حق تجھ پر نہیں"؛ دوسری، جیسے کہے "تجھے طلاق اس شرط پر کہ مجھے

[1] بحر الرائق باب الکنایات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/ ۲۹۱

لارجعة لی فیها علیك الاول کلام مستقل لایغیر ما قبله فلا یتغیر عن حکمه الشرعی والثانی مغیر ویختلف النظر فیه فمن نظر الی انه تغیر لحکم الشرع الغاه واوقع الرجعی لان شرط الرجعی احق واوثق ومن شرط مالیس فی کتاب الله فشرطه باطل وان شرط مائة شرط[1] کما ارشد الیه الحدیث الصحیح ومن ارجعه الی معنی الوصف اوقع به البائن فلم یجعله تغیرا بل تعبیرا کانه یقول ان مرادی طلاق لارجعة لی فیه وانت تعلم ان الاول اظهر لکن ربما یؤید هذا لان الاعمال اولی من الاهمال واما الثالث فلا شبهة فیه عندنا لما مر انه اذا وصف الطلاق بضرب من الشدة والزیادة کان بائنا اما ما ذکرت انه ینبغی وقوع الرجعی بلا خلاف فیما اذا قال انت طالق طلقة لاارجعك بعدها فالوجه فیه ان الطلاق الرجعی لایستلزم الرجعة فلا ینافی عدمها انما ینافی عدم اختیارها فحل محل ابعاد وبهذا القدر لایسلب منه خیار الرجعة فمن جهته احتمال هذا المعنی لم یکن نصا فی ارادة

رجوع کا حق نہیں"۔ تیسری، جیسے کہے "تجھے وہ طلاق جس میں مجھے تجھ پر رجوع کا حق نہیں" پہلی صورت میں عطف کی وجہ سے مستقل کلام ہے ماقبل کو تبدیل نہیں کرے گا اور ماقبل اپنے شرعی حکم سے متغیر نہ ہوگا، اور دوسری صورت میں شرط کی وجہ سے ماقبل کو متغیر کرے گا، اور اس میں وجہ مختلف ہے، جس نے یہ وجہ بنائی کہ ماقبل کے لئے مغیر ہے اور شرعی حکم متغیر کر رہا ہے، تو اس شرط کو لغو قرار دیا اور ماقبل کو رجعی قرار دیا، کیونکہ اس کو رجعی کی شرط بنانا زیادہ وزنی ہے اور یہ کہا کہ اللہ کے حکم کے خلاف شرط باطل ہے، اگرچہ ایسی سو شرطیں بھی ہوں تو وہ باطل ہوں گی جیسا کہ حدیث صحیح میں ارشاد ہے۔ اور تیسری صورت وصف تو جس نے یہاں وصف قرار دیا انھوں نے کہا اس وصف کی وجہ سے طلاق بائنہ ہوگی، لہٰذا ان کے نزدیک یہ وصف پہلے بیان کی تبدیلی نہیں بلکہ یہ اس کی تعبیر ہے گویا اس نے کہا "طلاق سے میری مراد ایسی طلاق جس میں مجھے رجوع کا حق نہ ہو"۔ آپ جانتے ہیں کہ پہلی صورت واضح ہے، اور دوسری صورت میں شرط کو مؤثر ماننے کو ترجیح ہوگی کیونکہ کسی کلام کو عمل میں لانا اسے مہمل قرار دینے سے بہتر ہے، اور تیسری صورت میں کوئی شبہہ نہیں ہے کیونکہ جب طلاق کو کسی شدید اور زیادتی والے وصف سے موصوف کیا جائے تو وہ طلاق بائنہ ہوجاتی ہے، لیکن خاوند کے اس قول میں "تجھے طلاق وہ کہ میں تجھ سے رجوع نہ کروں گا" کے متعلق جو میں نے ذکر کیا ہے کہ اس میں بالاتفاق رجعی

---

[1] صحیح البخاری کتاب البیوع باب اذا الشرط فی شروطا لاتحل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۹۰

البینونة فلم یکن بائنا بالشك، فاذا کان ھذا فی الوصف ففی الشرط اولی ھذا ما ظھر لی فلیراجع ولیحرر، واللہ تعالٰی اعلم۔

طلاق ہونی چاہئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ طلاق رجعی کو رجوع لازم نہیں ہے بلکہ خاوند کی مرضی پر ہے، ہاں خاوند کا کہنا "میں رجوع نہ کروں گا" رجوع کے عمل کے خلاف ہے تو اس کا یہ کہنا رجوع سے بعید ہے منافی نہیں، لہٰذا صرف اس وجہ سے خاوند کو عملاً رجوع سے نہیں روکا جاسکتا، تو اس احتمال کی بنا پر مذکورہ الفاظ "بائنہ طلاق کے لئے نص نہ بن سکیں گے" تو اس شک کی وجہ سے طلاق بائنہ نہ ہوگی۔ جب وصف میں یہ گنجائش ہے تو شرط میں بطریق اولٰی گنجائش ہوگی، یہ وہ ہے جو مجھ پر عیاں ہوا، تاہم تحقیق کی طرف رجوع اور وضاحت کو اختیار کرنا چاہئے۔

مجھ[۲۸] سے پردہ کر،

کما تقدم عن الشامی وھو قولہ استتری منی۔

جیسا کہ شامی کا بیان گزرا اور وہ "تو مجھ سے پردہ کر۔ (ت)

اے[۲۸] حرام، تو حرام[۲۹] ہے، تو مجھ پر[۳۰] حرام ہے، میں[۳۱] نے تجھے حرام کیا، میں[۳۲] نے تجھے اپنے اوپر حرام کیا، میں[۳۳] تجھ پر حرام ہوں، میں[۳۴] نے اپنے آپ کو تجھ پر حرام کیا، یہاں فقط میں حرام ہوں یا میں نے اپنے آپ کو حرام کیا کافی نہیں جب تک تجھ پر نہ کہے،

فی ردالمحتار قولہ حرام سیاتی وقوع البائن بہ بلانیة فی زماننا للتعارف لافرق فی ذلك بین محرمة وحرمتك سواء قال علی اولا، او حلال المسلمین علی حرام وکل حل علی حرام وانت معی فی الحرام وفی قولہ حرمت نفسی لابد ان یقول علیك[۱] اھ قلت وھو کذلك بھذہ الالفاظ متعارف عندنا بخلاف ما مر من قولہ حلال اللہ او المسلمین او کل حلال فبھذہ الثلثة لایقع الطلاق

ردالمحتار میں ہے: خاوند کا کہنا "تو حرام ہے" عنقریب آئے گا کہ اس سے ہمارے زمانہ میں طلاق کے لئے عُرف بن جانے کی وجہ سے بغیر نیت طلاق ہوجائے گی۔ اس میں محرمة یا حرمتك (حرام شدہ یا میں تجھے حرام کرتا ہوں) میں کوئی فرق نہیں، اور پھر "مجھ پر" کا لفظ کہے یا نہ کہے تو بھی کوئی فرق نہ ہوگا، اور خاوند کا کہنا، مسلمانوں کا حلال مجھ پر حرام، اور ہر حلال مجھ پر حرام، تو میرے ساتھ حرام میں ہے، ان میں کوئی فرق نہیں، تاہم حرمت نفسی (میں نے اپنا نفس حرام کیا) کے

---

[۱] ردالمحتار باب الکنایات داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۶۴

الا بالنیة لعدم العرف فی زماننا۔ ساتھ علیک (تجھ پر) کہنا ضروری ہے اھ قلت (میں کہتا ہوں) اس لفظ میں ہمارے زمانے میں بھی یہی حکم ہے کہ بغیر نیت طلاق ہو جائے گی، لیکن "اللہ کا حلال یا مسلمانوں کا حلال اور ہر حلال مجھ پر حرام ہے" اس کے برخلاف ہے، ان تین الفاظ سے بغیر نیت طلاق نہ ہوگی کیونکہ ہمارے زمانے میں یہ طلاق کے لئے معروف نہیں ہیں۔ (ت)

ہزار[۳۵] طلاق کے برابر ایک طلاق،

شامی عن البحر وفی واحدۃ کالف واحدۃ اتفاقا وان نوی الثلث[۱] شامی نے بحر سے نقل کیا "ہزار طلاق کے برابر ایک طلاق" میں اتفاق ہے کہ ایک ہی ہوگی اگرچہ وہ تین کی نیت کرے۔ (ت)

ان سب صورتوں میں بے حاجت نیت طلاق بائن کا حکم دیا جائے گا۔

رجعی کے بعض الفاظ یہ ہیں

میں نے تجھے طلاق دی، اے مطلقہ بتشدید لام، اے طلاق گرفتہ، اے طلاق دی گئی، اے طلاقن، اے طلاق شدہ، اے طلاق یافتہ، اے طلاق کردہ،

فی الدر وانت طالق ومطلقۃ بالتشدید[۲] دُر میں ہے "تو طلاق والی ہے یا طلاق دی ہوئی" بالتشدید۔ (ت)

اے[۴] طلاق دادہ،

فی الخزانۃ ولو قال لہا ای طلاق دادہ یقع واحدۃ[۳]۔ خزانہ میں ہے کہ اگر کہا "اے طلاق دی ہوئی" تو ایک طلاق واقع ہوگی (ت)

مگر اس عورت نے اگر اپنے پہلے شوہر سے طلاق پائی تھی بایں معنی اس نے یہ آٹھ الفاظ کہے تو طلاق نہ ہوگی،

فی الخانیۃ رجل قال لامرأتہ یا مطلقۃ و کان لہا زوج قبلہ وقد کان طلقہا ذلك خانیہ میں ہے: اگر خاوند نے بیوی کو کہا "اے طلاق دی ہوئی" جبکہ اس بیوی کو پہلے کسی خاوند نے طلاق

---

[۱] ردالمحتار | باب الصریح | داراحیاء التراث العربی بیروت | ۲/۴۴۹
[۲] درمختار | | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/۲۱۸
[۳] خزانۃ المفتین | فصل فی صریح الطلاق | قلمی نسخہ | ۱/۱۱۰

الزوج ان لم ینو بکلامه الاخبار طلقت وان قال عنیت به الاخبار دین فیما بینه وبین الله تعالٰی وھل یدین فی القضاء اختلفت الروایات فیه والصحیح انه یدین[1]۔

دی تھی، تو اگر خاوند نے پہلے واقعہ کی حکایت کی نیت نہ کی تو طلاق ہوجائے گی، اور اگر اس نے کہا کہ میں نے پہلے واقعہ کی حکایت اور خبر دی ہے تو دیانۃً یعنی اللہ تعالٰی کے ہاں اس بات کو تسلیم کیا جائے گا، لیکن کیا قضاءً بھی اس کی بات تسلیم کی جائے گی یا نہیں، اس میں روایات کا اختلاف ہے، اور صحیح یہ ہے کہ تصدیق کی جائے اور طلاق نہ ہونے کا فیصلہ دیا جائے گا۔ (ت)

میں[10] نے تجھے چھوڑ دیا،

فی الھندیة تراہشتم فھذا تفسیر قوله طلقتك عرفا حتی یکون رجعیا[2]۔

ہندیہ میں ہے، اگر کہا "میں نے تجھے چھوڑ دیا" تو عرف میں یہ "میں نے تجھے طلاق دی" کے معنی میں ہے حتی کہ اس سے رجعی طلاق ہوگی (ت)

میں[11] نے تجھے فارغخطی یا[12] فارکھتی دی،

فانه بلسان کثیر من اھل الحرف الدنیة کالحائکین وغیرھم صریح فی الطلاق بل کثیر منھم لایعرف للطلاق لفظا غیر ھذا ومعلوم ان کلام کل حالف یحمل علی عرفۃ[ع] خاصة ولا یجب شیوع ذلك العرف فی الناس عامة کما صرح به المحقق حیث اطلق۔

تو یہ لفظ کسبی لوگوں کی زبان میں صریح طلاق کے معنی میں ہے بلکہ بہت سے لوگ اس کے علاوہ کوئی لفظ طلاق کے لئے سمجھتے ہی نہیں، اور یہ بات مسلّمہ ہے حلف والے کی کلام کو اس کے خاص عرف پر محمول کیا جائے گا، اور اس عرف کا تمام لوگوں میں معروف ہونا ضروری نہیں ہے جیسا کہ اس پر محقق ابن ہمام نے تصریح کی ہے (ت)

تجھے تیرے[13] شوہر نے طلاق دی، اس کا بھی وہی حکم ہے،

ع ھکذا فی الاصل بقلم الناسخ والصواب عندی علی عرفه۔ حامد رضا غفر له۔

ع اصل میں ناقل کے قلم سے اسی طرح ہے جبکہ میرے نزدیک علی عرفه درست ہے۔ حامد رضا غفرلہ (ت)

---

[1] فتاوٰی قاضی خاں — کتاب الطلاق — نولکشور لکھنؤ ۱/۲۰۹

[2] فتاوٰی ہندیة — الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة — نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۸۹

فی الهندیۃ سئل بعضهم عن سکران قال لامرأته سه

ای سرخ لبک بماه ماند رویت
کہ بانوی من طلاق دادہ شویت

قال ینظر ان کانت المرأۃ ثیبا وکان قبل هذا لها زوج طلقها ثم تزوجها هذا فانہ لایقع الطلاق بهذا اللفظ ان لم تکن لہ نیۃ الطلاق وان لم یکن لہ قبل هذا زوج یقع الطلاق نوی اولم ینو کذا فی التتارخانیۃ[1]

ہندیہ میں ہے کہ بعض علماء سے پوچھا گیا کہ جب کوئی شخص نشے میں اپنی بیوی کو یُوں کہے :
"اے سرخ رخسار چاند جیسے چہرے والی میری بانو! تجھے طلاق دی گئی"
تو اُنھوں نے جواب دیا کہ دیکھا جائے گا کہ اگر بیوی پہلے کسی خاوند سے مطلقہ اور مدخولہ ہے اور بعد میں اس سے نکاح کیا، تو پھر اس لفظ سے طلاق نہ ہوگی بشرطیکہ اس نے طلاق کی نیت نہ کی ہو، اور اگر وُہ بیوی کسی سے مطلقہ نہ ہُوئی تھی تو نیت کی یا نہ کی ہر طرح طلاق ہو جائے گی، جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے۔ (ت)

تجھ پر طلاق[151]،

فانہ من اصرح صریح فی زماننا وعرفنا فلایرد ما فی البحر وذلك مثل قول الدر علیّ الطلاق یقع بلانیۃ للعرف قال الشامی ولاینافی ذلك مایاتی من انہ لوقال طلاقك علیّ لم یقع لان ذاك عند عدم غلبۃ العرف[2] الخ۔

تو صریح طلاق سے بھی زیادہ واضح طلاق ہے ہمارے زمانہ اور عرف میں، لہذا بحر کا بیان یہاں اعتراض کے طور پر وارد نہ ہوگا اور جیسا کہ دُرّ کا قول "مجھ پر طلاق ہے" کہا تو بغیر نیت بھی طلاق ہو جائے گی کیونکہ یہ عرف میں طلاق ہے، تو اس پر علامہ شامی نے فرمایا: دُرّ کی یہ بات آئندہ آنے والی اس بات کے منافی نہیں جس میں کہا گیا ہے کہ "مجھ پر طلاق" کہنے پر طلاق نہ ہوگی، یہ اس لئے کہ یہ وہاں ہے جہاں یہ لفظ طلاق کے لئے عُرفِ غالب نہ ہو الخ (ت)

طلاق ہو جا[152]،

فالدر وید خل طلاق باش بلا فرق بیت

دُر میں ہے کہ اگر کہا "طلاق ہو" یہ بھی صریح طلاق

---

[1] فتاوی ہندیہ فصل فیمن یقع طلاقہ الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۵۴
[2] ردالمحتار باب الصریح داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۳۲

عالم وجاهل[1]

کے حکم میں داخل ہے خواہ عالم کہے یا جاہل کہے کوئی فرق نہیں۔(ت)

[18] تو طلاق ہے، تو طلاق ہوگئی،

فی الدر وفی انت الطلاق او طلاق یقع واحدۃ رجعیۃ ان لم ینو شیئا او نوی واحدۃ او ثنتین فان نوی ثلاثا فثلث[2]۔

دُر میں ہے: اگر کہا "تُو طلاق ہے" تو ایک رجعی طلاق ہوگی خواہ کوئی نیت نہ ہو یا ایک یا دو کی نیت کی ہو، اور اگر تین طلاق کی نیت سے یہ لفظ کہا تو تین طلاقیں ہوں گی۔(ت)

[19] طلاق لے،

فی ردالمحتار خذی طلاقك فقالت اخذت فقد صحح الوقوع به بلا اشتراط نیۃ کما فی الفتح وکذا لایشترط قولھا اخذت کما فی البحر[3]۔

ردالمحتار میں ہے: اگر کہا "اپنی طلاق لے" جواب میں بیوی نے کہا "میں نے لی" تو نیت کے بغیر بھی طلاق ہوگی، صحیح یہی ہے، جیسا کہ فتح میں ہے، اور اس میں عورت کا جواب "میں نے لی" کہنا بھی شرط نہیں ہے، جیسا کہ بحر میں ہے۔(ت)

[20] وہ باہر جاتی تھی کہا طلاق لئے جا،

فی الخانیۃ واذا جرت الخصومۃ بینھا وبین زوجھا فقامت لتخرج فقال الزوج (طلاق باخویشتن طلاق بر) فقال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل رحمه الله تعالٰی ان نوی الایقاع یقع فان لم تکن له نیۃ فکذلك لانه ایقاع ظاھر[4]۔

خانیہ میں ہے: اگر خاوند بیوی میں جھگڑا ہوا اور بیوی اُٹھ کر باہر جانے لگی تو خاوند نے کہا "اپنے ہمراہ تین طلاقیں لے جا" اس پر شیخ امام ابوبکر محمد بن فضل رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: اگر خاوند نے طلاق واقع کرنے کی نیت سے کہا تو طلاق ہوجائے گی اور نیت نہ ہو تو بھی طلاق ہوجائیگی کیونکہ اس کلام کا ظاہر طلاق ہے۔(ت)

---

[1] درمختار باب الصریح مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۱۸
[2] ایضاً
[3] ردالمحتار باب الصریح داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۳۰
[4] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطلاق نولکشور لکھنؤ ۲/۲۱۲

[۲۱] اپنی طلاق اٹھا اور روانہ ہو،

فی الھندیۃ عن الخلاصۃ ولو قال لھا سہ طلاق خود بردار ورفتی یقع بدون النیۃ۔[۱]

ہندیہ میں خلاصہ سے منقول ہے، اگر کہا " تو اپنی طلاق اٹھا اور جا " تو بغیر نیت بھی طلاق ہو جائے گی۔ (ت)

[۲۲] میں نے تیری طلاق تیرے آنچل میں باندھ دی،

فی الخزانۃ عن الخلاصۃ ولو قال سہ طلاق بکرانۂ چادر تو بربستم برو تطلق[۲]

خزانہ میں خلاصہ سے منقول ہے، اگر کہا " میں نے تیری طلاق تیرے آنچل میں باندھ دی، جا " تو طلاق ہوگی (ت)

[۲۳] جا تجھ پر طلاق (اور اگر صرف جا بنیتِ طلاق کہتا تو بائن تھی)

فی الخیریۃ سئل فی رجل قال لزوجتہ روحی طالق ھل تطلق طلاقا رجعیا ام بائنا واذا قلتم تطلق رجعیا فما الفرق بینہ وبین ما اذا اقتصر علی قولہ روحی ناویا بہ طلاقا حیث افتیتم بانہ بائن اجاب بانہ فی قولہ روحی طالق معناہ روحی بصفۃ الطلاق فوقع بالصریح بخلاف روحی فان وقوعہ بلفظ الکنایۃ[۳]

خیریہ میں ہے: ان سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے بیوی کو کہا "جا تجھ پر طلاق ہے" تو کیا یہ طلاق رجعی ہوگی یا بائنہ ہوگی۔ اگر آپ کہیں کہ یہ رجعی ہے تو پھر صرف "جا" کہنے میں اور اس میں کیا فرق ہوگا جبکہ طلاق کی نیت سے صرف "جا" کہا تو آپ کا فتوٰی ہے کہ یہ طلاق بائنہ ہے۔ تو انھوں نے جواب میں فرمایا کہ "جا تجھ پر طلاق" کا مطلب یہ ہے کہ تو طلاق کی صفت سے موصوف ہو کر جا، تو یہ صریح طلاق ہے اس لئے رجعی ہوگی، اس کے برخلاف اگر صرف "جا" کہا تو صریح نہیں بلکہ کنایہ ہے اس لئے یہ بائنہ ہوگی۔ (ت)

[۲۴] تجھے طلاق یا طلاق تجھ کو،

فی الھندیۃ عن خزانۃ المفتین ولو قال

ہندیہ میں خزانۃ المفتین سے منقول ہے " تجھے طلاق

---

[۱] فتاوٰی ہندیہ — الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیۃ — نورانی کتب خانہ پشاور — ۱/ ۳۸۲
[۲] خزانۃ المفتین — فصل فی صریح الطلاق — قلمی نسخہ — ۱/ ۱۰۸
[۳] فتاوٰی خیریہ — کتاب الطلاق — بولاق مصر — ۱/ ۵۱

لها ترا طلاق او طلاق ترا فهي طلاق ولا فرق بين التقديم والتاخير[1]

"یا طلاق تجھے" تو اس تقدیم وتاخیر میں کوئی فرق نہیں ہر طرح یہ طلاق ہوجائے گی (ت)

یوں ہی وہ الفاظ جو کچی زبان والے کہتے ہیں، مثلاً تلاق، تلاک، تلاغ، تلاکھ، تلاخ، تلاکہ، تلاخ ھٰذا ان بتشدید اللام (یہ دونوں الفاظ لام مشدد کے ساتھ بھی ہیں۔ت) بلکہ توتلے کی زبان سے تلات

وعلی ھٰذا القیاس، وکلہ ظاھر، فی الطحطاوی ذکر فی البحران الالفاظ المصحفة خمسة وھی تلاق وتلاغ وطلاک وطلاغ وتلاک وزاد فی النھر تلاع وتلال وینبغی ان یقال ان الفاء اما طاء او تاء واللام اما قاف اوعین اوغین اوکاف اولام واثنان فی خمسة بعشرة الصریح منها الطاء مع القاف وماعدا ذٰلک مصحف[2] اھ اقول وذکر فی الخلاصة رجل قال لامرأتہ ترا تلاق ھٰنا خمسة الفاظ (وعد منها) طلاغ وتلاک عن الامام ابی بکر محمد بن الفضل انہ یقع وان تعمد وقصد ان لا یقع[عہ] قضاء ویصدق دیانة[3]۔

اسی پر قیاس ہے اور سب ظاہر ہے۔ طحطاوی میں ہے کہ بحر میں ہے کہ تبدیل شدہ الفاظ پانچ ہیں: تلاق، تلاغ، طلاک، طلاغ، تلاک۔ اور نہر میں تلاع اور تلال کو بھی شامل کیا ہے۔ تو یہاں یہ بیان مناسب ہوگا، ان الفاظ میں پہلا حرف (فاء کلمہ) ت یا ط ہے اور آخری حرف (لام کلمہ) ق، ع، غ، ك یا ل ہے تو یوں پہلے حرف کے دو احتمال کو آخری حرف کے پانچ احتمالات میں ضرب سے کل دس صورتیں (الفاظ) ہوئیں ان میں سے ط اور ق کے ساتھ لفظ طلاق میں صریح ہے، اور اس کے علاوہ باقی تمام تبدیل شدہ ہیں اھ۔ اقول (میں کہتا ہوں کہ) خلاصہ میں یوں مذکور ہے کہ اگر کسی شخص نے بیوی کو کہا تجھے تلاق ہے، یہاں پانچ الفاظ ہیں، ان میں انھوں نے طلاغ اور تلاک کو شمار کیا ہے، اور کہا کہ امام ابوبکر محمد بن فضل نے فرمایا کہ ان

عہ ھٰھنا سقط والعبارة فی الخلاصة ھکذا ولا یصدق قضاء ۱۲ حامد رضا غفر لہ۔

عہ یہاں کچھ عبارت رہ گئی ہے خلاصہ میں عبارت اس طرح ہے قضاءً تصدیق نہ کی جائے ۱۲ حامد رضا غفرلہ (ت)

---

[1] فتاوٰی ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۸۴

[2] طحطاوی علی الدر المختار باب الصریح دار المعرفة بیروت ۲/ ۱۱۲

[3] خلاصة الفتاوی کتاب الطلاق جنس آخر فی الفاظ الطلاق مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲/ ۸۳

الفاظ سے طلاق واقع ہوگی، اور اگر وُہ قاضی کے ہاں کہے کہ میں نے ان الفاظ سے یہ قصد کیا ہے کہ طلاق واقع نہ ہو تو قاضی اس کی تصدیق نہ کرے گا، لیکن دیانۃً تصدیق کی جائے گی۔ (ت)

کسی نے کہا تیری عورت پر طلاق ہے کہا ہاں یا کیوں نہیں،

فی الدر ولو قیل له طلقت امرأتك فقال نعم او بلٰی بالهجاء طلقت بحر[1]۔

دُر میں ہے: اگر کسی نے خاوند سے پُوچھا "تُو نے بیوی کو طلاق دی ہے" تو اس نے جواب میں کہا "ہاں" یا "کیوں نہیں" کے ہجے کرتے ہُوئے، تو طلاق ہو جائے گی، بحر۔ (ت)

مگر جب ایسی سخت آواز ایسے لہجے سے کہا جس سے انکار و عدمِ اقرار سمجھا جائے یہ فائدہ اکثر جگہ قابلِ لحاظ ہے فی الخانیة والخزانة وغیرھما (خانیہ اور خزانہ وغیرہما میں ہے۔ ت) یا کہا تیری عورت پر طلاق نہیں، کہا کیوں نہیں (اور اگر کہے نہ یا ہاں تو طلاق نہ ہوگی)

اما الاول فانه صریح فی الانکار اما الأخر ففیه احتمالات اثبات النفی و اثبات المنفی ای الطلاق فلا یقع بالشك اقول ولا یرد ما فی الفتح من عدم الفرق بین نعم و بلٰی لان مبناہ علی العرف کما قال صاحب الفتح والذی ینبغی عدم الفرق فان اهل العرف لا یفرقون بل یفهمون منهما ایجاب المنفی[2] اھ اما فی عرفنا فمعناہ کما قلت فی ردالمحتار عن البحر ان موجب نعم تصدیق

ان میں پہلا لفظ (نہ) صریح انکار ہے، اور دوسرا (ہاں) تو اس میں کئی احتمالات ہیں، نفی کا اثبات یا منفی یعنی طلاق کا اثبات، تو ایسی صورت میں شک ہوا تو طلاق نہ ہوگی۔ اقول (میں کہتا ہُوں) فتح میں یہاں "ہاں" اور "کیوں نہیں" میں عدمِ فرق کو ذکر کرنا قابلِ اعتراض نہیں کیونکہ ان کے اس بیان کا مبنٰی عُرف پر ہے جیسا کہ صاحبِ فتح نے خود بیان کیا ہے کہ اور مناسب یہی ہے کہ ان دونوں میں فرق نہ ہو کیونکہ عُرف والے ان میں فرق نہیں کرتے بلکہ وُہ دونوں میں منفی کا اثبات سمجھتے ہیں اھ، لیکن ہمارے عُرف میں ان دونوں میں فرق ہے، جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ ردالمحتار میں بحر سے منقول ہے کہ نعم (ہاں) کا

---

[1] درمختار باب الصریح مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۱۸

[2] ردالمحتار بحوالہ فتح القدیر " " " " " ۲/۴۵۳

ماقبلها من کلام منفی او مثبت استفهامًا کان او خبرًا، وموجب بلی ایجاب ما بعد النفی استفهامًا کان او خبرًا الا ان المعتبر فی احکام الشرع العرف حتی یقام کل واحد منهما مقام الاٰخر[1] اھ۔

استعمال پہلی کلام کی تصدیق کے لئے ہوتا ہے خواہ وُہ مثبت ہو منفی استفہامی ہو یا خبر ہو، اور بلٰی (کیوں نہیں) کا استعمال پہلی کلام میں نفی کا اثبات کرنے کے لئے ہوتا ہے خواہ وُہ نفی استفہام میں ہو یا خبر میں، مگر احکامِ شرع میں بہرحال عرف کا اعتبار ہے، حتی کہ عرف میں ایک دوسرے کی جگہ استعمال مراد لیا جاتا ہے اھ (ت)

۲۷ تجھے طلاق ہے اور مجھے اختیارِ رجعت نہیں،

فی الشامی عن الخیریۃ عن الصیرفیۃ انت طالق ولارجعۃ لی علیک فرجعیۃ۔[2]

فتاوٰی شامی میں خیریہ سے اور انھوں نے صیرفیہ سے نقل کیا کہ اگر خاوند نے کہا "تجھے طلاق اور مجھے رجوع کا حق نہیں ہے" تو ایک رجعی طلاق ہوگی (ت)

۲۸ تجھ پر طلاق ہے نہ پھیرے تجھے کوئی قاضی نہ حاکم نہ عالم،

فی الخیریۃ سئل فی رجل قال لزوجتہ انت طالق لایردک قاض ولا وال ولاعالم هل یکون بائنا ام رجعیا اجاب هو رجعی ولایملك اخراجہ عن موضوعہ الشرعی بذٰلك[3]

خیریہ میں ہے: سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا "تجھے طلاق ہے تجھے کوئی قاضی، کوئی حاکم یا عالم واپس نہ کرسکے" تو کیا اس صورت میں طلاق رجعی ہوگی یا بائن؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ رجعی ہوگی، اور اس کے کہنے سے شرعی ضابطہ ختم نہ ہوگا (ت)

۲۹ تو مذہب یہود یا نصارٰی یا چاروں مذہب یا سب مذاہب مسلمین پر مطلقہ،

فی الخیریۃ قال فی منح الغفار اقول وقد کثر فی زماننا قول الرجل انت طالق علی الاربعۃ مذاهب یرید بذٰلك ان الطلاق یقع علیها

خیریہ میں ہے: منح الغفار میں کہا "میں کہتا ہوں کہ ہمارے زمانہ میں خاوند کا قول تجھے چاروں مذہب طلاق" تو اس سے مراد یہ ہے کہ تمام مذاہب پر متفقہ طلاق ہے، تو ایسی صورت میں یقینًا طلاق

---

[1] ردالمحتار | باب الصریح | داراحیاء التراث العربی بیروت | ۲/۴۵۳
[2] " | " | " " " | ۲/۴۵۱
[3] فتاوٰی خیریہ | کتاب الطلاق | دارالمعرفۃ بیروت | ۱/۴۶

باتفاقهم وینبغی الجزم بوقوعه قضاءً ودیانة کمالایخفی اھ اقول ولاشبھة فی کونه رجعیا لابائنا لما قدمنا[ع]، سئل عن رجل قال لزوجته انت طالق علی مذھب الیھود و النصاری، وعن رجل قال لزوجته انت طالق علی سائر مذاھب المسلمین اجاب فیھما بانه طلاق رجعی[1]

ہوجائے گی قضاءً بھی اور دیانۃً بھی، جیساکہ واضح ہے اھ، اقول (میں کہتا ہوں) یہ طلاق بلاشبہہ رجعی ہوگی بائنہ نہ ہوگی، جیساکہ پہلے بیان ہوچکا ہے۔ نیزان سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے بیوی کو کہا تجھے یہودی اور نصرانی مذہب پر طلاق، دوسرے نے کہا تجھے مسلمانوں کے تمام مذاہب پر طلاق، توانھوں نے جواب دیا کہ یہ طلاق رجعی ہوگی۔ (ت)

جا تجھے طلاق ہے سوٴروں[ع] یا یہودیوں کو حلال اور مجھ پر حرام ہو،

فی الخیریة سئل فی رجل قال لزوجته روحی طالق تحلی للیھود و تحرمی علی وعمن قال روحی طالق تحلی للخنازیر و تحرمی علی، اجاب بانه رجعی لان قوله روحی طالق صریح فیه، وقوله تحلی للیھود[ع] للخنازیر لغو لانه خلاف المشروع وھو لایملکه، و قوله وتحرمی ای حرمة تحصل بانقضاء العدة اذھو ثابت شرعا بصریح الطلاق بعد الدخول[2]

خیریہ میں ہے ان سے سوال ہُوا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا "جا طلاق ہے تُو یہودیوں کے لئے حلال اور مجھ پر حرام" اور یوں ایک دوسرے نے بیوی کو کہا "جا طلاق ہے تُو خنزیروں کے لئے حلال اور مجھ پر حرام ہے" تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ طلاق رجعی ہوگی، کیونکہ "جا طلاق ہے" صریح طلاق ہے، اور اس کا یہ کہنا تو یہودیوں یا خنزیروں کے لئے حلال ہے، لغویات سے ہے اور خلافِ شرع ہے جس کا اسے اختیار نہیں، اور اس کا یہ کہنا کہ "تُو مجھ پر حرام ہے" سے مراد وہ حُرمت ہے جو عدّت گزرنے کے بعد ہوتی ہے جیساکہ شریعت میں مدخولہ بیوی کو طلاق دینے کے بعد حُرمت ہوتی ہے (ت)

مگر یہ اُس وقت جبکہ اس لفظ سے کہ "مجھ پر حرام ہو" طلاق کی نیت نہ کی ورنہ دو بائن پڑیں گی،

فی الشامی نعم لوقصد بقوله وتحرمی

فتاوٰی شامی میں ہے ہاں اگر اُس نے "تُو مجھ پر

---

[1] فتاوٰی خیریہ کتاب الطلاق دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۴۶

[2] فتاوٰی خیریہ کتاب الطلاق دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۴۷

[3] فتاوٰی خیریہ کتاب الطلاق دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۵۰

علی ایقاع الطلاق وقع به اخری بائنۃ اھ[1] اقول ولایردان تحریمہا او تحریم نفسہ علیہا طلاق بلا نیۃ کما تقدم لان ھذا مضارع ظاھر فی الاستقبال کقولہ طلاق کنم او تکون بینۃ مطلقۃ فافھم۔

حرام ہے" سے نئی طلاق واقع کرنے کا ارادہ کیا ہو تو یہ دوسری طلاق بائنہ ہوگی اھ، اقول (میں کہتا ہوں) یہاں یہ اعتراض ہوگا کہ پہلے گزرا ہے کہ بیوی کو اپنے لئے یا اپنے آپ کو بیوی پر حرام کرنا، بغیر نیت بھی طلاق ہوگی جبکہ یہاں یہ کہنا کہ "نئی طلاق کی نیت سے مجھ پر حرام ہے" کہا تو نیت سے طلاق، تو دونوں بیان آپس میں مختلف ہیں، تو جواب یہ ہے کہ یہاں "تحرمی" (تو مجھ پر حرام ہوگی) ظاہر طور پر یہ استقبال ہے، جیسا کہ میں طلاق دوں گا یا تو طلاق والی ہوگی، کا حکم ہے، غور کرو۔ (ت)

تو مطلقہ[عہ] اور بائنہ یا مطلقہ[عہ] پھر بائنہ ہے،

فی الدر ولو عطف فقال و بائن اوثم بائن ولم ینو شیئا فرجعیۃ[2]۔

در میں ہے: اگر عطف کیا تو یوں کہا انت طالق وبائن یا یوں کہا انت طالق ثم بائن، اور لفظ بائن سے کوئی نئی طلاق مراد نہ لی تو ایک ہی رجعی طلاق ہوگی (ت)

مگر جبکہ ہر لفظ سے جُدا طلاق کی نیت کی ہو تو دو بائنہ ہیں،

فی ردالمحتار ومفھوم التقیید بعدم النیۃ انہ لونوی تکریر الایقاع مع الحروف الثلثۃ اونوی بالبائن الثلاث انہ یقع ما نوی[3]۔

ردالمحتار میں ہے: نیت نہ ہونے کا مطلب یہ ہوا کہ اگر اس نے نئی طلاق کی نیت سے تینوں حروف کے ہوں اور تین طلاقوں کی نیت سے یہ تکرار کیا یا بائن سے تین کی نیت کی ہو، جو بھی نیت کی ہوگی وہ واقع ہوگی۔ (ت)

عورت[عہ] کے بیٹے کو دیکھ کر کہا اے طلاقن کے جنے، اے مادر[عہ] طلاقہ،

عہ ھکذا فی الاصل ولعلہ نسخہ الناسخ وعندی صوابہ ای مادر شش طلاقہ کما یجیئ عن الھندیۃ ۱۲ فقیر حامد رضا قادری

عہ اصل (قلمی نسخہ) میں ایسے ہی ہے اور ممکن ہے یہ ناقل کی غلطی ہو میرے خیال میں درست یوں ہے اے مادر شش طلاقہ، جیسا کہ ہندیہ سے آئیگا ۱۲ فقیر حامد رضا قادری

---

[1] ردالمحتار باب الصریح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۵۱
[2] درمختار " مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۲۲
[3] ردالمحتار " دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۵۰

فی الھندیۃ عن الظھیریۃ رجل من عادتہ ان یقول اذا رأی صبیا ای مادرت شش طلاقہ فسکر من الخمر فاتاہ ابنہ فظنہ صبیا اجنبیا فقال وی اے مادرت شش طلاقہ ولم یعلم انہ ابنہ طلقت امرأتہ ثلثا[1] اھ۔

ہندیہ میں ظہیریہ سے ہے کہ ایک شخص کی عادت ہے کہ وُہ جب کسی بچّے کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے "اے تیری ماں چھ طلاق والی" تو اس کو شراب کا نشہ تھا اس حالت میں اس کا اپنا بیٹا آیا تو اس نے نشے میں سمجھا کہ کوئی اجنبی بچّہ ہے تو اس نے اس کو بھی "جا اے تیری ماں چھ طلاق والی" کہہ دیا تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں ہوجائیں گی اھ (ت)

اقول (اس میں بھی وہی تفصیل چاہیے جو لفظ مطلقہ وغیرہ میں گزری کما لا یخفی (جیسا کہ مخفی نہیں۔ت) تجھ پر پوری[۴۹] یا آدھی[۵۰] یا تہائی[۵۱] وغیرہ تجھ پر طلاق کا ہزارواں حصہ،

فی الدر وجزء الطلقۃ ولو من الف جزء تطلیقۃ لعدم التجزی[2]

دُر میں ہے، طلاق کی جزء خواہ ہزارویں جزء، ایک ہی طلاق ہوگی، کیونکہ طلاق کے اجزاء نہیں ہوسکتے۔ (ت)

تجھ پر کم[۵۲] درجہ کی طلاق،

فی الخانیۃ ولو قال اقل الطلاق یقع واحدۃ[3]۔

خانیہ میں ہے اگر کہا کم از کم طلاق تو ایک ہی ہوگی۔ (ت)

تیرے[۵۳] نصف پر طلاق، تیرے[۵۴] چوتھائی پر طلاق، تیرے[۵۵] ہزارویں ٹکڑے پر طلاق، تیری[۵۶] روح پر طلاق، تیری جان[۵۷] پر طلاق، تیری[۵۸] ناک پر طلاق (اور اگر انف یا بینی پر کہے یا عربی فارسی میں انفك طالق، بر بینی تو طلاق (تیری ناک پر طلاق۔ت) کہے تو کچھ نہیں، برعکس اس کے اگر عربی میں عنقك طالق یا فرجك طالق (تیری گردن کو طلاق یا تیری شرمگاہ کو طلاق۔ت) کہے، طلاق ہوجائے گی، اور اُردو میں تیری عنق یا گردن یا فرج پر طلاق کہے تو کچھ نہیں جبکہ لفظ فرج یا اس کا اور مرادف بولے جس سے عرفِ ہند میں کل عورت مراد نہ لیتے ہوں اگرچہ خاص اُردو ہی کا لفظ ہو، وجہ یہ ہے کہ یہاں خاص وُہ لفظ ہونا چاہیے جس سے اُس زبان میں انسان کی ذات کو تعبیر کرتے ہوں، عربی میں عنق و فرج ایسے ہی ہیں اور ہماری زبان میں عنق و گردن و خاص لفظ فرج انف و بینی وغیرہ ایسے نہیں اور ہمارے یہاں کا یہ عام محاورہ ہے

---

[1] فتاوٰی ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۸۵

[2] درمختار باب الصریح مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۱۹

[3] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطلاق نولکشور لکھنؤ ۱/ ۲۰۸

کہ فلاں شخص شہر بھر کی ناک ہے، خاندان کی ناک ہے، عورت موم کی ناک ہے، تو ظاہر اس میں طلاق ہوجانا چاہئے اسی طرح فرج کا وہ نام جس سے کل عورت مراد لیتے ہوں،

فی الدر و اذا اضاف الطلاق الیہا او الی مایعبر بہ عنہا کالرقبۃ والعنق والروح والبدن والجسد (الاطراف داخلۃ فی الجسد دون البدن) والفرج والوجہ والراس وکذا الاست بخلاف البضع والدبر والدم علی المختار خلاصۃ او اضافہ الی جزء شائع منہا کنصفہا وثلثہا الی عشرہا (وکذا لو اضافہ الی جزء من الف جزء منہا کما فی الخانیۃ) وقع لعدم تجزیہ[1] اھ مزیدا من رد المحتار وفیہ ایضا کما لا یقع لو اضافہ الی الانف[2]۔

درمختار میں ہے کہ جب طلاق کو بیوی کی طرف یا اس کے ایسے حصّہ کی طرف منسوب کرے جس سے بیوی کی شخصیت مراد لی جاتی ہو، مثلاً گردن، رقبہ، روح، بدن، جسم (ہاتھ اور پاؤں جسد کا حصّہ ہیں بدن کا حصہ نہیں ہیں) شرمگاہ، چہرہ، سَر اور اسی طرح سرین، تو بیوی کو طلاق ہوگی، مگر بضع، دُبر اور خُون کی طرف نسبت کی طلاق نہ ہوگی۔ خلاصہ میں اس کو مختار قرار دیا ہے، اور یُونہی اگر طلاق کو بیوی کے غیر معیّن حصّہ مثلاً نصف، ثلث تا دسویں حصّہ کی طرف منسوب کیا اور اگر معیّن حصہ خواہ کتنا ہو مثلاً ہزاروں حصّہ تو طلاق ہوجائے گی کیونکہ طلاق کے اجزاء نہیں ہیں، جیسا کہ خانیہ میں ہے اھ ردالمحتار میں اضافہ کرتے ہُوئے کہا کہ جس طرح ناک کی طرف طلاق کی نسبت، مثلاً تیری ناک کو طلاق، تو طلاق نہ ہوگی۔(ت)

کسی[60] سے اپنی عورت کی نسبت کہا اُسے اُس کی طلاق کی خبر دے یا مژدہ[61] دے یا اُس[62] کی طلاق کی خبر اُس کے پاس لے جا یا اُسے خبر[63] دے یا اُسے[64] لکھ بھیج یا اُس[65] سے کہہ کہ وہ مطلقہ ہے یا اُس[66] کے لئے اس کی طلاق کی سند یا یادداشت[67] لکھ دے ابھی طلاق ہوگئی اگرچہ یہ اس سے نہ کہے نہ لکھے، اور یُوں کہا کہ اُس سے کہہ کہ تُو مطلقہ ہے تو جب جاکر کہے گا اُس وقت پڑے گی ورنہ نہیں،

فی الخانیۃ رجل قال لغیرہ اخبرامرأتی بطلاقہا او احمل الیہا طلاقہا او اخبرہا انہا طالق

خانیہ میں ہے، اگر دُوسرے شخص کو کہا، میری بیوی کو اس کی طلاق کی خبر دے، یا اس کی طلاق اس کی طرف لے جا، اسکو خبر دے دو یا کہہ دو کہ وہ طلاق والی ہے،

---

[1] درمختار — باب الصریح — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/۲۱۹
ردالمحتار — " — " " " — ۲/۴۳۶
[2] درمختار — " — " " " — ۱/۲۱۹

اوقل لہا انہا طالق طلقت للحال ولا یتوقف علی وصول الخبر الیہا ولا علی قول المامور ذٰلك، ولوقال قل لہا انت طالق لایقع الطلاق مالم یقل لہا المامور ذٰلك، ولوقال اکتب لہا طلاقہا ینبغی ان یقع الطلاق للحال کما لوقال احمل الیہا طلاقہا، وکما لوقال اکتب الی امرأتی انہا طالق[1] وخالف العقود فی مسئلۃ قل لہا ھی کذا فجعلہ توکیلا فراجعہ[ع]۔

تو ان صورتوں میں اسی وقت طلاق ہوجائے گی اور بیوی کو خبر پہنچنے یا اس شخص کے بیوی کو کہہ دینے پر موقوف نہ ہوگی، اور اگر یُوں کہا کہ تُو اس کو کہہ دے کہ تُو طلاق والی ہے تو اس صورت میں اس وقت تک طلاق نہ ہوگی جب تک وُہ شخص بیوی کو یہ بات کہہ نہ دے، اور اگر دوسرے کو کہا کہ تُو میری بیوی کو طلاق لکھ دے، تو اسی وقت طلاق ہوگی جس طرح کہ کہا "اس کو طلاق پہنچا دے" یا جس طرح کہا "تو میری بیوی کی طرف لکھ دے کہ اس کو طلاق ہے" اور عقود دریہ نے "بیوی کو کہہ دے کہ اس کو طلاق ہے" کے مسئلہ میں مخالف قول کیا ہے اور کہا کہ یہ خاوند کی طرف سے دوسرے شخص کو وکیل بنانا ہے، تو عقود دریہ کی طرف تحقیق کے لئے رجوع کرنا چاہئے۔ (ت)

ع: عبارۃ العقود ھکذا سئل فی رجل قال لاٰخر قل لامرأتی تکون طالقۃ بالثلث ولم یقل لہا الاٰخر شیئا فھل لا تطلق مالم یقل لہا الجواب نعم لانہ توکیل کما صرح بہ فی البزازیۃ فی نوع فی الفاظہ[2] اھ وکنت کتبت علی ھامشۃ مانصہ، اقول المضارع

عقود کی عبارت یُوں ہے: اس شخص کے متعلق سوال ہُوا جس نے دُوسرے کو کہا "تُو میری بیوی سے کہہ دے کہ تُو تین طلاق والی ہے" اور جبکہ دوسرے شخص نے یہ بات اس کی بیوی کو نہ کہی ہو تو کیا طلاق نہ ہوگی جب تک وُہ شخص بیوی کو یہ بات نہ کہہ دے، اس سوال کے جواب میں فرمایا ہاں (نہ ہوگی) کیونکہ وکالت ہے جیسا کہ بزازیہ میں اس کی تصریح "طلاق کے الفاظ کے اقسام" میں ہے اھ۔ میں نے اس کے حاشیہ پر لکھا، جو یہ ہے، اقول (میں کہتا ہوں) مضارع

(باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطلاق نولکشور لکھنؤ ۱/۲۱۰

[2] العقود الدریۃ کتاب الطلاق حاجی عبدالغفار وپسران قندھار افغانستان ۱/۴۱

میں تجھے طلاق دیتا ہوں، [۶۸]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

انما یعمل اذا غلب للحال ح، هو كقوله قل لها هی طالق و صرح فی الخانیة انها تطلق بذلك فی الحال بخلاف قوله قل لها انت طالق فلا تطلق ما لم یقل، راجع وحرر وان كانت المسئلة (اعنی مسئلة العقود) قل لامرأتی تكونی طالقة (بزیادة الیاء وحذف النون كما هو لغة شائعة لاسیما فی العوام حتی تكون الصیغة للخطاب) فالجواب صحیح بلا ریب وموافق لما فی الخانیة فلتراجع البزازیة اھ ثم من المولی سبحنه وتعالی بالبزازیة فاتضح ان الامر كما فهمت وان (تكون) تصحیف من (تكونی) فان عبارة البزازیة هكذا قال لها قولی انا طالق فقالت وقع وان لم یقل لا، بخلاف ما لو قال لاخر قل لامرأتی

کا صیغہ طلاق میں تب عمل کرے گا جب اس سے غالب طور پر حال مراد ہو، تو ایسی صورت میں اس کا حکم ایسا ہوگا جیسے خاوند دوسرے کو کہے کہ بیوی کو کہہ دو اس کو طلاق ہے، اور خانیہ میں تصریح ہے کہ اس سے اسی وقت طلاق ہوگی، بخلاف جب کہے "بیوی کو تو کہہ دے کہ تجھے طلاق ہے" تو طلاق نہ ہوگی جب تک وہ نہ کہہ دے اس کی طرف رجوع کرکے دیکھو، اور اگر یہ عقود کا مسئلہ، یوں ہو کہ، دوسرے کو خاوند کہے، کہ، "تو میری بیوی سے کہہ دے" تو طلاق والی ہوجا" (تکون میں نون کا حذف اور یار کا اضافہ کرکے کہے جیسا کہ یہ عام طور پر خصوصاً عوام میں مشہور ہے، تو یہ بصیغہ امر خطاب ہوگا) تو عقود کا یہ جواب بلاشک وشبہہ درست ہوگا، اور خانیہ کے بیان کے موافق ہوگا، تو بزازیہ کی عبارت پر غور کرو اھ، پھر اللہ تعالٰی نے احسان فرما کر بزازیہ کا مسئلہ واضح کردیا کہ معاملہ وہی ہے جو میں نے ذکر کیا اور سمجھا کہ تکونی کی تبدیلی میں تکون ہوگیا، کیونکہ بزازیہ کی عبارت یوں ہے خاوند نے بیوی کو کہا، تو کہہ میں طلاق والی ہوں، اگر بیوی نے یہ کہہ دیا تو طلاق ہوجائے گی ورنہ اگر خاوند نے نہ کہا تو طلاق نہ ہوگی، اس کے برخلاف جب خاوند نے دوسرے شخص کو کہا کہ تو میری بیوی سے

(باقی برصفحہ آئندہ)

فی الهندیة وفی المحیط لوقال بالعربیة اطلق لایکون طلاقا الا اذا غلب استعماله للحال فیکون طلاقا[1]، وفیها عن الخلاصة قالت طلاق بدست تست مرا طلاق کن فقال الزوج طلاق میکنم طلاق میکنم وکرر ثلثا طلقت ثلثا بخلاف قوله کنم لانه استقبال فلم یکن تحقیقا بالتشکیك[2]۔

ہندیہ میں ہے، اور محیط میں ہے اگر عربی میں مضارع متکلم (اطلق) کہا تو طلاق نہ ہوگی، مگر جب یہ لفظ غالب طور پر حال کے لئے استعمال ہوتا ہو تو طلاق ہوجائے گی، اور ہندیہ میں خلاصہ سے منقول ہے کہ بیوی نے خاوند کو کہا "طلاق تیرے اختیار میں ہے مجھے طلاق کردے" تو خاوند نے اگر جواب میں یہ کہا "میں طلاق کر رہا ہُوں طلاق کر رہا ہُوں"، تین مرتبہ تکرار کیا تو تین طلاقیں ہوں گی، اس کے برخلاف اگر یُوں کہے "میں کروں گا" تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ یہ استقبال ہے لہٰذا شک ہوگا اور طلاق نہ ہوگی۔ (ت)

میں[69] تجھے چھوڑتا ہُوں،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

انها طالق حیث تطلق قال الرجل ام لا اصله ما ذکر فی الاصل قال لاٰخر اخبرها بطلاقها او بشرها او احمل الیها طلاقها یقع اخبر امر لا، ولو قال لاٰخر قل لها انت طالق لا تطلق مالم یقل لانه توکیل[3] اھ فهو کما تری مطابق لما فی الخانیة ومختص بصورة الخطاب۔ واللّٰه تعالٰی اعلم بالصواب ۱۲ منه۔

کہہ دے کہ "وُہ طلاق والی ہے" تو طلاق ہوجائے گی وہ شخص بیوی سے کہے یا نہ کہے، اس کا اصل مبسوط میں مذکور ہے کہ خاوند نے دوسرے کو کہا کہ تُو میری بیوی کو طلاق کہہ دے یا اس کو خوشخبری طلاق کی دے یا تو اس کی طلاق اس کو لیجا دے، ان صورتوں میں خبر دے یا نہ دے ہر طرح طلاق ہوگی اور خاوند نے دوسرے کو یُوں کہا کہ تُو میری بیوی کو کہہ کہ تجھے طلاق ہے، تو جب تک وُہ شخص بیوی کو کہہ نہ دے گا طلاق نہ ہوگی، کیونکہ یہ اس شخص کو وکیل بنانا ہُوا اھ، تو جیسا آپ دیکھ رہے ہیں یہ خانیہ کے مطابق ہے اور خطاب کے صیغہ سے مختص صورت ہے۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب۔ (ت)

---

[1] فتاوٰی ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۸۴

[2] " " " " " " ۱/ ۳۸۴

[3] فتاوٰی بزازیہ علی ہامش فتاوٰی ہندیہ کتاب الطلاق ۴/ ۱۷۵-۱۷۴

فی رد المحتار عن البحر من الصریح المضارع اذا غلب فی الحال[1] اھ قلت فکیف اذا تمحض لہ و چھوڑتا من الصریح بلساننا۔

ردالمحتار میں بحر سے منقول ہے کہ مضارع کا صیغہ جب حال کے لئے غالب الاستعمال ہو تو یہ طلاق صریح میں شمار ہوگا، قلت (میں کہتا ہوں) اور اگر خالص حال کے لئے ہو تو پھر بطریقِ اولیٰ صریح ہوگا جبکہ "چھوڑتا" کا لفظ ہماری زبان میں طلاق میں صریح ہے (ت)

ہاں اگر عزم وارادہ کی نیت پر کہے گا بایں معنیٰ کہ تجھے طلاق دیا چاہتا ہوں تو عنداللہ طلاق نہ ہوگی،

فی الخیریۃ یدین علی کل حال أی ولو غلب فی الحال[2]

فتاوٰی خیریہ میں ہے، مضارع میں خاوند کی بات پر دیانۃً تصدیق بہرحال ہوگی اگرچہ وہ مضارع، حال کے معنیٰ میں غالب ہو۔ (ت)

تجھ پر دو مہینے سے طلاق ہے اور واقع میں نہ دی تھی ابھی پڑ گئی بشرطیکہ نکاح کو دو مہینے سے کم نہ ہوئے ہوں ورنہ کچھ نہیں، اور اگر جھوٹی خبر کی نیت تھی تو عنداللہ کچھ نہیں یہ ہر صیغہ خبر میں جاری ہے،

کما فی الخیریۃ وغیرھا وفیہ ایضا قال لہا انت مطلقۃ من شہرین ویقول نویت الاخبار فی الماضی کاذبا ھل یقع علیہ الطلاق ام لا واذا قلتم یقع ھل لہ ان یردھا ام لا اجاب یقع قضاء لا دیانۃ وعلی حکم القضاء لہ مراجعتہا فی العدۃ بغیر عقد وبعدھا بعقد جدید حیث لم یصدر منہ سوی ماذکر[3] وفی الدر ولو قال انت طالق امس وقد نکحھا الیوم ولو نکحھا قبل امس وقع الاٰن لان الانشاء فی الماضی انشاء فی الحال[4] (ملخصًا)

خیریہ وغیرہ میں جیسے ہے کہ اگر کہا "تو دو ماہ سے مطلقہ ہے"، اور اس کے بعد کہا کہ میں نے یہ ماضی کی خبر کاذب کے طور پر کہا ہے، تو کیا اس پر طلاق ہوگی یا نہیں، اور اگر آپ فرمائیں کہ طلاق ہوگی تو اس کو رجوع کا حق ہوگا یا نہیں، اس کا جواب دیا کہ قضاءً طلاق ہوگی دیانۃً نہ ہوگی، اور قاضی کے فیصلہ پر اس کو عدت میں بغیر نکاح اور عدت کے بعد جدید نکاح سے رجوع کا حق ہوگا، جبکہ مذکورہ کارروائی کے علاوہ خاوند نے کچھ اور نہ کہا ہو، اور دُر میں ہے کہ یونہی اگر خاوند نے کہا "تو گزشتہ روز سے طلاق والی ہے" تو اگر نکاح آج کیا ہو تو یہ بات لغو ہوگی اور گزشتہ روز سے قبل نکاح کیا ہو تو ابھی سے طلاق ہوجائیگی کیونکہ ماضی کا انشاء حال کا انشاء متصور ہوگا (ت)

---

[1] ردالمحتار | باب الصریح | داراحیاء التراث العربی بیروت | ۲/۴۳۰

[2] فتاوٰی خیریہ | کتاب الطلاق | دارالمعرفۃ بیروت | ۱/۳۹

[3] " | " | " | ۱/۵۰

[4] درمختار | باب الصریح | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/۲۲۰

تجھ پر[1] دو برس تک طلاق ہے، اس میں دو برس بعد پڑے گی،

في الخيرية قال لها انت طالق الى سنتين ولانية له فما الحكم اجاب يقع عليها بعد السنتين طلقة واحدة رجعية صرح به صاحب البحر والبزازية والولوالجية وغيرهم من كتب الحنفية۔[1]

خیریہ میں ہے: اگر بیوی کو کہا "تجھے دو سال پر طلاق" اور کوئی خاص نیت نہ کی ہو تو کیا حکم ہے، تو جواب دیا کہ دو سال بعد رجعی طلاق ہوگی۔ اس کی تصریح بحر، بزازیہ اور ولوالجیہ وغیرہ کتبِ حنفیہ میں موجود ہے۔ (ت)

تجھ پر[2] یہاں سے عرب تک طلاق، اور اگر یوں کہا کہ اتنی لمبی یا بڑی طلاق تو بائن ہوگی،

في الدر وبقوله من هنا الى الشام واحدة رجعية مالم يصفها بطول اوكبر فبائنة۔[2]

در میں ہے: خاوند نے کہا "تجھے یہاں سے ملک شام تک طلاق ہے" تو ایک رجعی طلاق ہوگی بشرطیکہ اس نے طلاق کو کسی طوالت یا بڑائی سے موصوف نہ کیا ہو، اور اگر ایسی صفت سے موصوف کیا تو بائنہ طلاق ہوگی (ت)

تو فلاں[3] عورت سے زیادہ مطلقہ ہے، طلاق ہوجائے گی اگرچہ فلاں عورت مطلقہ نہ بھی ہو،

بخلاف مالو قال بالعربية انت اطلق من فلانة فلا تطلق الا بالنية بشرط ان تكون فلانة مطلقة فقد عد في الدر قوله انت اطلق من امرأة فلان وهي مطلقة[3]، من الكنايات التي يقع بها الرجعي، قال الشامي علله في الفتح بان افعل التفضيل ليس صريحا فافهم[4] اھ بخلاف ما نحن فيه فانه مطلقة صريحة ولا يعتريه الاحتمال بزيادة فما فيه الا اثبات الطلاق

بخلاف اس کے جب بزبان عربی یوں کہا "انت اطلق من فلانة" تو بغیر طلاق نہ ہوگی، نیت سے بھی تب ہوگی جب وُہ فلاں عورت مطلقہ ہو، خاوند کے اس قول کہ "تجھے فلاں کی عورت سے بڑی طلاق بشرطیکہ وُہ فلاں کی عورت مطلقہ ہو تو در میں اس کو ان کنایات میں شمار کیا ہے جن سے ایک رجعی طلاق ہوتی ہے۔ علامہ شامی نے اس پر فرمایا کہ فتح میں اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ صیغہ تفضیل طلاق میں صریح نہیں ہے، غور کرو اھ، اس کے برخلاف وُہ

---

[1] فتاوٰی خیریہ	کتاب الطلاق	دارالمعرفۃ بیروت	۱/ ۵۱
[2] درمختار	باب الصریح	مطبع مجتبائی دہلی	۱/ ۲۱۹
[3] درمختار	باب الکنایات	" " "	۱/ ۲۲۵
[4] ردالمحتار	"	داراحیاء التراث العربی بیروت	۲/ ۴۶۶

والزیادۃ وفقد حققناہ فیما علقناہ علی ردالمحتار۔

صورت جو ہم نے ذکر کی ہے کیونکہ وہ صریح مطلقہ ہے اس میں زیادتی وغیرہ کا احتمال رکاوٹ نہ ہوگا یہ طلاق اور زیادتی کا اثبات ہے اور اس کو ہم نے ردالمحتار کے حاشیہ میں محقق کیا ہے۔ (ت)

ان سب صُورتوں میں بے حاجت نیت طلاق رجعی پڑتی ہے، اے مطلقہ بسکون طاء، فی الدر[1] انت مطلقۃ بالتخفیف (در میں ہے خاوند نے مُطلَقہ یعنی ط پر جزم کے ساتھ، بیوی کو کہا" تو مُطلَقہ ہے"۔ ت) میں نے تیری[2] طلاق چھوڑدی، میں[3] نے تیری طلاق روانہ کردی، میں[4] نے تیری طلاق کا راستہ چھوڑدیا،

فی ردالمحتار قولہ خلیت سبیل طلاقك وکذا خلیت طلاقك او ترکت طلاقك ان نوی وقع والا فلا خانیۃ[1]

ردالمحتار میں ہے: خاوند نے کہا" میں نے تیری طلاق کا راستہ چھوڑدیا، میں نے تیری طلاق روانہ کردی، میں نے تیری طلاق چھوڑ دی" تو اگر نیت کی تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں، خانیہ۔ (ت)

تہجّی[5] پرط، لَ، آ، قَ۔ تہجّی[6] پر طا، لام، الف، قاف۔

فی ردالمحتار قولہ او ط ل اق ظاھر ماھنا ومثلہ فی الفتح والبحر ان یاتی بمسمی احرف الھجاء والظاھر عدم الفرق بینھا وبین اسمائھا ففی الذخیرۃ قال لامرأتہ الف نون تاء طاء الف لام قاف انہ ان نوی الطلاق تطلق المرأۃ[2]۔ (ملخصاً)

ردالمحتار میں ہے اگر خاوند کا قول ط، ل، ا، ق، تو یہ طلاق میں ظاہر ہے، اسی کی مثل فتح اور بحر میں ہے کہ حروف ہجاء اور اس کے مسمّٰی کو ذکر کیے تو ظاہر میں کوئی فرق نہیں، ہم نے حروف کے اسماء کو بیان کردیا ہے تو ذخیرہ میں ہے کہ اگر بیوی کو کہا الف، نون، تاء، طاء، الف، لام، قاف، اور طلاق کی نیت کی تو طلاق ہوگی (ملخصاً)۔ (ت)

میں[7] نے تیری طلاق تجھے ہبہ کی، قرض[8] دی، تیرے[9] پاس گرو کی، امانت[10] رکھی، میں[11] نے تیری طلاق چاہی، تیرے[12] لئے طلاق ہے، اللہ نے تیری طلاق چاہی، اللہ تعالٰی نے تیری طلاق مقدر کی،

فی ردالمحتار قولہ وغیر ذٰلك مثل الطلاق

ردالمحتار میں ماتن کے قول وغیرذٰلك کے تحت

---

[1] ردالمحتار — باب الکنایات — مطبع مجتبائی دہلی — ۲/۴۶۶

[2] ردالمحتار — باب الصریح — داراحیاء التراث العربی بیروت — ۲/۴۳۰

علیك و ھبتك طلاقك بعتك طلاقك اذا قالت اشتریت من غیر بدل، خذی طلاقك اقرضتك طلاقك قد شاء الله طلاقك او قضاه او شئت ففی الکل یقع بالنیة رجعی کما فی الفتح زاد فی البحر الطلاق لك[1] الخ وفیه اما ما فی البحر ایضا من ان منه اودعتك طلاقك ورھنتك طلاقك فسیذکر الشارح تصحیح عدم الوقوع بہ[2] اقول ای ان لم ینولان المقصود بہ الرد علی البحر فی جعله صریحا۔

بیان کیا، مثلاً میں نے تجھے تیری طلاق ہبہ کی، میں نے تیری طلاق تجھ کو فروخت کی جب جواب میں عورت یہ کہے کہ میں نے بدلہ کے بغیر خریدی، میں نے تیری طلاق تجھے قرض دی، اللہ نے تیری طلاق چاہی، یا اللہ نے تیری طلاق مقدر فرمائی، کیا تو چاہتی ہے۔ ان مذکورہ صورتوں میں نیت کی تو ایک طلاق رجعی ہوگی جیسا کہ فتح میں ہے۔ بحر میں اس پر زائد ہے تیرے لئے طلاق ہے الخ اور اسی ردالمحتار میں ہے لیکن جو بحر نے افادہ فرمایا وہ بھی کہ "میں نے تیرے پاس تیری طلاق امانت رکھی ہے یا رہن رکھی ہے، اس پر شارح طلاق نہ واقع ہونے کی تصحیح ذکر کررہے ہیں، اقول (میں کہتا ہوں) یعنی اگر نیت نہ کی ہو تو یہ مسئلہ ہے کیونکہ اس سے مقصد بحر پر رد کرنا ہے کیونکہ وہ اس کو صریح قرار دیتے ہیں۔ (ت)

میں[1] نے تیری طلاق تیرے ہاتھ بیچی، عورت نے کہا میں نے خریدی، اور کسی عوض مالی کا ذکر نہ ہوا ورنہ بائن ہوگی)

فی ردالمحتار عن البحر ولو قال بعت منك تطلیقة فقالت اشتریت یقع رجعیا مجانا لانه صریح اھ[3] وفی الدر وحکم الواقع بالطلاق الصریح علی مال طلاق بائن[4]

ردالمحتار میں بحر سے منقول ہے، اگر خاوند نے کہا میں تجھے ایک طلاق فروخت کرتا ہوں، تو بیوی نے جواب میں کہا میں نے خریدا، تو بلامعاوضہ ایک طلاق رجعی ہوگی، کیونکہ یہ صریح ہے اھ اور دُر میں ہے کہ مال کے بدلے صریح طلاق واقع ہو تو وہ بائنہ کے حکم میں ہوگی (ت)

---

[1] ردالمحتار	باب الکنایات	داراحیاء التراث العربی بیروت	۲/۴۶۷
[2] ردالمحتار	باب الصریح	" " "	۲/۴۳۰
[3] ردالمحتار	باب الخلع	" " "	۲/۵۵۹
[4] درمختار	"	مطبع مجتبائی دہلی	۱/۲۴۵

میں[16] نے تجھے اس عوض پر طلاق دی کہ تُو اتنے دنوں کے لئے اپنا فلاں مطالبہ مجھ سے ہٹا دے،

فان العوض غیر مال ففی ردالمحتار بعد ذکر الطلاق علی مال بخلاف طلقتنی علی ان اؤخر مالی علیك فان التاخیر لیس بمال وصح التاخیر لو له غایة معلومة والا فلا، والطلاق رجعی مطلقا بحر عن البزازیة[1]، کما مر۔

کیونکہ یہ عوض مال نہیں تو ردالمحتار میں طلاق بعوض مال کے بعد ذکر کیا، بخلاف اس کے کہ جب بیوی کہے میرا جو مال تیرے ذمہ ہے اسے میں تجھ پر مؤخر کرتی ہوں اس کے عوض تُو مجھے طلاق دے۔ خاوند نے اس پر طلاق دے دی تو وہ رجعی ہوگی کیونکہ یہ عوض یعنی تاخیر مال نہیں ہے۔ اگر مال کی کوئی مدت مقرر تھی تو یہ تاخیر درست ہوگی ورنہ نہیں، بزازیہ سے بحر نے گزشتہ کی طرح نقل کیا۔ (ت)

میں[17] نے طلاق تیرے دامن میں رکھ دی[عـه1]

فی الخزانة عن الخلاصة ولو قال ہزار طلاق در دامنت کردم ان نوی اوکان فی حال مذاکرة الطلاق یقع والا فلا[2]۔

خزانہ میں خلاصہ سے منقول ہے کہ خاوند نے کہا "میں نے تیرے دامن میں ہزار طلاق رکھ دی ہے" اگر نیت کی تو طلاق ہوگی، یونہی اگر یہ بات طلاق کے مذاکرہ کے بعد کی تو طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں۔ (ت)

عدت[18] بیٹھ فی ردالمحتار[عـه2]، تجھ پر ایک[19]،

عـه1 اقول شاید مسئلہ دامن ومسئلہ سابقہ چادر میں فرق بوجہ اضافت وعدم اضافت طلاق ہے کہ وہاں یہ کہا تھا تیری طلاق تیرے آنچل باندھی، لہذا بے نیت پڑ گئی، یہاں صرف طلاق کہا، تیری طلاق نہ کہا لہذا نیت پر رہی، ولیحرر، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم ۱۲ منہ

عـه2 ھٰھنا فی الاصل بیاض ولعل العبارة المطلوبة منہا ھی ما نقل ھٰھنا فی الذیل قولہ اعتدی امر بالاعتداد الذی ھو من العدة او من العد ای اعتدی نعمی علیك بدائع اھ ۱۲ الفقیر حامد رضا قادری غفرلہ۔

یہاں قلمی نسخہ میں بیاض ہے ہو سکتا ہے اس سے مطلوب وہ عبارت ہو جس کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے کہ اعتدی اعتداد سے امر ہے جو عدت سے ہے یا عد سے ہے یعنی میرے نکاح کو اپنے اوپر خدا کی نعمت شمار کر، بدائع اھ ۱۲ الفقیر حامد رضا قادری غفرلہ (ت)

---

[1] ردالمحتار باب الخلع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۵۶۰
[2] خزانۃ المفتین فصل فی صریح الطلاق قلمی نسخہ ۱/ ۱۰۸

فی المتون انت واحدۃ ویعرف ماترجمنا من یعرف الدلیل۔

متون میں ہے: تو ایک ہے، تو ہمارے قائم کردہ عنوان سے دلیل جاننے والے کو معلوم ہے۔ (ت)

تجھ پر دو، اس میں دو طلاقیں رجعی بحالت نیت پڑیں گی،

فانه مثله بعین الوجه لان الوقوع بطلاق مضمر فکان رجعیا ویحتمل غیرہ فتوقف علی النیة وعد فی البحر من ھذا القسم لست لی بامرأة وما انا لك بزوج[1]، حیث یقع رجعی ان نوی قلت والوقوع به مذھب الامام وعندھما لا وان نوی کما فی الخانیة وقد قدم قول الامام لکن فی الخلاصة وخزانة المفتین وجواھر الاخلاطی و الھندیة فی قوله تو زن من نیی لا یقع و ان نوی ھو المختار[2]، واللہ تعالٰی اعلم۔

کیونکہ یہ بھی پہلی ہی وجہ کی طرح معلوم ہے کہ یہاں لفظ طلاق پوشیدہ ہے جس سے یہ طلاق رجعی ہوگی، اور غیر طلاق کا احتمال ہونے کی وجہ سے نیت پر موقوف ہوگی، اور بحر میں اسی قسم سے شمار کیا ہے جب یہ کہے کہ "تو میری بیوی نہیں اور میں تیرا خاوند نہیں" نیت کی تو ایک رجعی طلاق ہوگی۔ قلت (میں کہتا ہوں) اس کلام سے طلاق کا وقوع امام اعظم رحمہ اللہ تعالٰی کا مذہب ہے اور صاحبین کے نزدیک نیت کے باوجود طلاق نہ ہوگی، اور بحر میں امام کے قول کو پہلے ذکر کیا ہے، لیکن خلاصہ، خزانۃ المفتین، جواھر الاخلاطی اور ہندیہ میں مذکور ہے کہ خاوند نے کہا "تو میری بیوی نہیں ہے" تو نیت کے باوجود طلاق نہ ہوگی، یہی مختار ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

ان سب میں نیت کی حاجت ہے اگر نیت نہیں تو کچھ نہیں اور ہے تو طلاق رجعی۔ بے وجہ بے سبب طلاق

عہ اصل میں اتنی عبارت اور زائد ہے یہ دو سو بیس ۲۲۰ الفاظِ طلاق ہیں جن میں سے ایک سو تیس ۱۳۰ سے بائن پڑتی ہے، نوّے ۹۰ سے رجعی۔ دونوں میں ننانوے ۹۹ سے بے نیت، باقی سے منوی، اور ہنوز ہر قسم میں زیادت کو اور الفاظ باقی اقوال بعد تکمیل الفاظ اضافہ فرمائے گئے لہذا منوی ایک سو پینتالیس ۱۴۵، غیر منوی ایک سو آٹھ ۱۰۸، یہ کل دو سو ترپن ۲۵۳ الفاظ ہیں، ایک سو ساٹھ ۱۶۰ سے بائن اور ترانوے ۹۳ سے رجعی ۱۲

حامد رضا غفرلہ

---

[1] بحرالرائق باب الکنایات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/ ۳۰۰

[2] فتاوٰی ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۸۶

دینا فی نفسہٖ ناپسندیدہ بلکہ شرعاً مذموم ہے، خصوصاً بائن کہ بے ضرورت محض بدعت وممنوع ہے۔ عورت کا معاذاللہ فاحشہ ہونا اگرچہ سب سے بڑھ کر اجازتِ طلاق کی وجہ، مگر بائن کی بھی کار برآری ممکن کہ طلاق رجعی بطورِ مسنون دے اور رجعت نہ کرے خود ہی بائن ہوجائے گی' وقتِ طلاق میں بھی یہ خصوصیت ہے کہ زن مدخولہ کو حیض یا نفاس میں طلاق نہ دے مگر خلع وغیرہ جو طلاق مال کے عوض ہو وہ اس حال میں بھی جائز ہے، عورت کی عمر اگر نو برس سے کم ہے یا پچپن تک پہنچ چکی ہو، یا جوان تو ہوئی مگر حیض کبھی نہ آیا، یا حاملہ ہے تو ایسی عورت کو ایک مہینے میں دو طلاقیں نہ دے، اور جو عورت ان چار کے علاوہ ہے اُسے ایسی پاکی میں نہ دے کہ اس میں یا اُس سے پہلے کے حیض میں یہ اُسے طلاق دے چکا، یا اُن میں یا دھوکے سے دوسرا شخص اُس سے جماع کرچکا ہے، طلاق میں یہ بارہ صورتیں منع ہیں پھر ان سب ممانعتوں کے یہ معنی کہ مرد اُن کے خلاف سے گنہگار ہوگا ورنہ طلاق تو بہر حال پڑجاتی ہے جب تک عورت پر قیدِ نکاح یا عدت اور مرد کے ہاتھ میں کوئی طلاق باقی ہے،

فی فتح القدیر اول کتاب الطلاق الاصح حظرہ الا لحاجۃ غیر ان الحاجۃ لاتقتصر علی الکبر والریبۃ اھ[1] ملخصا، فی ردالمحتار ان الضعیف ھو عدم اباحتہ الا لکبر او ریبۃ والذی صححہ فی الفتح عدم التقیید بذلک کما ھو مقتضی اطلاقھم الحاجۃ وبما قررناہ ظھر ان لامخالفۃ بین مادعاہ انہ المذھب وما صححہ فی الفتح اھ[2] وفیہ عن البحر عن الفتح الواحدۃ البائنۃ بدعیۃ فی ظاھر الروایۃ الخ[3]

فتح القدیر میں کتاب الطلاق کے شروع میں ہے' اصح یہ ہے کہ طلاق ممنوع ہے مگر حاجت ہو تو ممنوع نہیں ہے، مگر حاجت صرف بڑھاپے اور شکوک میں منحصر نہیں ہے اھ ملخصا۔ ردالمحتار میں ہے کہ طلاق کا صرف بڑھاپے یا شکوک کی بناء پر مباح ہونا ضعیف ہے اور جس کو فتح میں صحیح قرار دیا ہے اُس میں اس کی قید نہیں بیان کی، جیسا کہ فقہاء کرام نے مطلق حاجت کو بیان کیا ہے، اور ہماری تقریر سے ظاہر ہوگیا کہ جس کے متعلق مذہب ہونے کا دعوٰی کیا اور جس کی تصحیح فتح میں کی ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اھ، اور اسی میں بحر اور اس نے فتح سے نقل کیا کہ ایک بائنہ طلاق، ظاہر روایت میں بدعی طلاق

۱؎ فتح القدیر	کتاب الطلاق	نوریہ رضویہ سکھر	۳/ ۳۲۶
۲؎ ردالمحتار	"	داراحیاء التراث العربی بیروت	۲/ ۴۱۶
۳؎ "	"	"	۲/ ۴۱۸

في الدر طلقة رجعية فقط في طهر لا وطئ فيه احسن، وطلقة لغير موطوءة ولو في حيض، ولموطوءة تفريق الثلث في ثلثة اطهار لا وطئ فيها ولا في حيض قبلها ولا طلاق فيه فيمن تحيض وفي ثلثة اشهر في حق غيرها حسن وسني، وحل طلاق الأيسة والصغيرة والحامل عقب وطئ لان الكراهة فيمن تحيض لتوهم الحبل، والبدعي ماخالفهما والخلع في الحيض لايكره والنفاس كالحيض[1] اھ ملخصا، قال الشامي قوله لاوطء فيه لم يقل منه ليدخل في كلامه ما لو وطئت بشبهة، فان طلاقها فيه حينئذ بدعي نص عليه الاسبيجابي وبهذا عرف ان كلام المصنف اولى من قول غيره لم يجامعها فيه لكن لابدان

ہے الخ، اور دُرّ میں ہے کہ ایک رجعی طلاق ایسے طُہر میں جس میں وطی نہ کی ہو فقط وہی احسن طلاق ہے اور غیر موطوئہ بیوی کو اگرچہ حیض کے دوران ایک طلاق اور وطی شدہ کو تین طُہروں میں تین طلاقیں متفرق کرنا جن میں وطی نہ ہُوئی ہو اور نہ ایسے طُہر سے پہلے حیض میں وطی ہو اور نہ طلاق ہو حیض والی کے لئے، اور تین مہینوں میں تین طلاقیں متفرق کرنا جن میں وطی نہ ہوئی ہو اور نہ ایسے طُہر سے پہلے حیض میں وطی ہو اور نہ طلاق ہو، حیض والی کے لئے، اور تین مہینوں میں تین طلاقیں متفرق کرنا جس کو حیض نہ آتا ہو، تو ایسی طلاقیں حسن اور سنی ہوں گی۔ اور بوڑھی، نابالغہ اور حاملہ کو وطی کے بعد طلاق دینا حلال ہے کیونکہ وطی کے بعد طلاق دینا اس لئے مکروہ ہے کہ حمل ٹھہرنے کا احتمال ہوتا ہے جو کہ جوان حیض والی میں ہوسکتا ہے، اور بدعی طلاق وُہ ہے جو ان مذکورہ دُو قسموں (احسن اور حسن) کے خلاف ہو، اور حیض میں خلع مکروہ نہیں اور نفاس بھی حیض کا حکم رکھتا ہے اھ ملخصا۔ علامہ شامی نے فرمایا: ماتن کا قول "وُہ طُہر جس میں وطی نہ ہو" کہا، یہ نہ کہا کہ اس خاوند سے وطی نہ ہُوئی ہو، یہ اس لئے تاکہ کلام شُبہہ سے وطی کو بھی شامل ہو سکے، کیونکہ ایسی صُورت میں بھی طلاق بدعی ہو گی جیسا کہ اس پر اسبیجابی نے نص کی ہے۔ اور اس سے معلوم ہُوا

[1] درمختار کتاب الطلاق مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۱۵ تا ۲۱۷

یقول ولا فی حیض قبلہ ولا طلاق فیھما ولم یظھر حملھا ولم تکن آیسۃ ولا صغیرۃ کما فی البدائع لانہ لو طلقھا فی طھر وطئھا فی حیض قبلہ کان بدعیا وکذا لوکان قد طلقھا فیہ وفی ھذا الطھر لان الجمع بین تطلیقتین فی طھر واحد مکروہ عندنا[1]، قولہ فی حق غیرھا ای فی حق من بلغت بالسن ولم تر دما اوکانت حاملا او صغیرۃ لم تبلغ تسع سنین علی المختار او آیسۃ بلغت خمسا وخمسین سنۃ علی الراجح، اما ممتدۃ الطھر فمن ذوات الاقراء لانھا شابۃ رأت الدم فلا یطلقھا للسنۃ الا واحدۃ مالم تدخل فی حد الایاس[2]، قال فی الذخیرۃ عن المنتقی لاباس بان

کہ مصنّف کی کلام دُوسروں کی نسبت اولٰی ہے کیونکہ دُوسروں نے یُوں کہا ہے کہ خاوند نے اس طُہر میں وطی نہ کی ہو، لیکن مصنف کی کلام میں یہ کہنا بھی ضروری تھا کہ اس طُہر سے قبل حیض میں بھی وطی نہ ہو اور نہ طلاق ہو، اور حمل ظاہر نہ ہو اور نہ بوڑھی اور نابالغہ ہو جیسا کہ بدائع میں ہے کیونکہ اگر ایسے طُہر میں طلاق دی جس سے قبل حیض میں وطی کی ہو تو وُہ طلاق بدعی ہوگی اگرچہ طُہر میں وطی نہ ہو، اور یُوں ہی اگر اس حیض میں طلاق کے بعد طُہر میں طلاق دی ہو کیونکہ ایسی صورت میں ایک طُہر میں دو طلاقیں شمار ہوں گی جو کہ ہمارے ہاں مکروہ ہے۔ اور ماتن کا قول کہ "اس کے غیر میں" یعنی وُہ عورت حیض کی بجائے عمر کے حساب سے بالغ قرار پائے اور اس نے کسی حیض کا خُون نہ دیکھا اور نہ پایا، یا عورت حاملہ ہو، یا ایسی نابالغہ جو نو سال سے کم عمر والی ہو مختار قول کے مطابق، یا آئسہ (وہ عورت جو پچپن سال کو پہنچ چکی ہو) راجح قول کے مطابق، یا حیض والی عورتوں میں وُہ عورت جس کا طُہر دراز مدت تک ختم نہ ہو، کیونکہ نوجوان عورت جس کو خُونِ حیض آچکا ہے تو اس کو سنت طلاق صرف ایک ہی ہوگی جب تک وُہ حدِ ایاس تک نہ پہنچی ہو۔ ذخیرہ میں منتقی سے منقول ہے: اگر بیوی سے کوئی ناپسندیدہ

---

[1] رد المحتار کتاب الطلاق دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۱۸

[2] " " " " ۲/ ۴۱۹

یخلعها فی الحیض اذا رای منها مایکرہ اھ وکذا الطلاق علی مال لایکرہ فی الحیض کما صرح بہ فی البحر عن المعراج والمراد بالخلع ما اذا کان خلعا بمال[1]، قولہ والنفاس کالحیض قال فی البحر ولما کان المنع من الطلاق فی الحیض لتطویل العدۃ علیہا کان النفاس مثلہ جوھرۃ[2] اھ ملتقطا۔ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم بالصواب۔

امر محسوس کرے تو حیض کے دوران بھی خلع کرنے میں کوئی حرج نہیں اھ یُوں ہی مال کے عوض طلاق حیض میں دی جائے تو مکروہ نہیں جیسا کہ بحر میں معراج سے نقل کرتے ہُوئے تصریح کی ہے اور خلع سے مراد وُہ ہے جو مال کے عوض ہو۔ ماتن کا قول کہ " نفاس، حیض کی طرح ہے"۔ بحر میں فرمایا کہ حیض میں طلاق عورت کی عدّت کو طوالت سے بچانے کی وجہ سے ممنوع ہے تو نفاس میں بھی بات ہے اس لئے یہ بھی حیض کی طرح ہے، اھ، (ردالمحتار کی تمام عبارت، ملتقطا) واللہ تعالٰی اعلم بالصواب۔ (ت)

فہرست الفاظِ طلاق

ان سب صُورتوں میں اگر طلاق کی نیت ہو طلاق بائن پڑجائے گی

نمبر شمار	الفاظِ طلاق	صفحہ	نمبر شمار	الفاظِ طلاق	صفحہ
۱	جا	۵۱۵	۱۱	سرک	۵۱۵
۲	نکل	"	۱۲	جگہ چھوڑ	"
۳	چل	"	۱۳	گھر خالی کر	"
۴	روانہ ہو	"	۱۴	دُور ہو	"
۵	اُٹھ	"	۱۵	چل دُور	"
۶	کھڑی ہو	"	۱۶	اے خالی	"
۷	پردہ کر	"	۱۷	اے بَری	"
۸	دوپٹہ اوڑھ	"	۱۸	اے جُدا	"
۹	نقاب ڈال	"	۱۹	تُو جُدا ہے	"
۱۰	ہَٹ	"	۲۰	تو مجھ سے جُدا ہے	"

[1] و [2] ردالمحتار کتاب الطلاق داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۹

نمبر شمار	الفاظِ طلاق	صفحہ	نمبر شمار	الفاظِ طلاق	صفحہ
۲۱	میں نے تجھے بے قید کیا	۵۱۵	۴۰	تشریف کا ٹوکرا لے جائیے	۵۱۵
۲۲	میں نے تجھ سے مفارقت کی	″	۴۱	جہاں سینگ سمائے جا	″
۲۳	رستہ ناپ	۵۱۶	۴۲	اپنا مانگ کھا	″
۲۴	اپنی راہ لے	″	۴۳	بہت ہو چکی اب مہربانی فرمائیے	″
۲۵	کالا مُنہ کر	″	۴۴	اے بے علاقہ	″
۲۶	چال دکھا	″	۴۵	مُنہ چھپا	″
۲۷	چلتی بن	″	۴۶	جہنم میں جا	″
۲۸	چلتی نظر آ	″	۴۷	چولھے میں جا	″
۲۹	دفع ہو	″	۴۸	بھاڑ میں پڑ	″
۳۰	دال فے عین ہو	″	۴۹	میرے پاس سے چل	″
۳۱	رفو چکر ہو		۵۰	اپنی مراد پر فتحمند ہو	″
۳۲	پنجرا خالی کر	″	۵۱	میں نے نکاح فسخ کیا	″
۳۳	ہٹ کے سڑ	″	۵۲	تو مجھ پر مثل مردار[1]	″
۳۴	اپنی صورت گما	″	۵۳	یا مثل سور	″
۳۵	بستر اٹھا	″	۵۴	یا مثل شراب کے ہے	″
۳۶	اپنا سوجھتا دیکھ	″	۵۵	تو مثل میری ماں[2]	۵۱۷
۳۷	اپنی گٹھری باندھ	″	۵۶	یا بہن	″
۳۸	اپنی نجاست الگ پھیلا	″	۵۷	یا بیٹی کے ہے	″
۳۹	تشریف لے جائیے	″	۵۸	تو خلاص ہے	″

عہ[1] نہ مثل بھنگ یا افیون یا مال فلاں یا زوجہ فلاں کے۔

عہ[2] یوں کہا تو ماں بیٹی ہے، تو گناہ کے سوا کچھ نہیں۔

نمبر شمار	الفاظِ طلاق	صفحہ	نمبر شمار	الفاظِ طلاق	صفحہ
۵۹	تیری گلو خلاصی ہوئی	۵۱۷	۷۹	تیری رسّی چھوڑ دی	۵۱۸
۶۰	تو خالص ہوئی	〃	۸۰	تیری لگام اتار لی	〃
۶۱	حلالِ خدا	〃	۸۱	اپنے رفیقوں سے جا مل	〃
۶۲	یا حلالِ مسلماناں	〃	۸۲	مجھے تجھ پر کچھ اختیار نہیں	۵۱۹
۶۳	یا ہر حلال مجھ پر حرام	〃	۸۳	خاوند تلاش کر	〃
۶۴	تو میرے ساتھ حرام میں ہے	〃	۸۴	میں تجھ سے جُدا ہوں یا ہوا[2]	۵۲۰
۶۵	میں نے تجھے تیرے ہاتھ بیچا[1]	〃	۸۵	میں نے تجھے جُدا کر دیا	〃
۶۶	میں تجھ سے باز آیا	۵۱۸	۸۶	میں نے تجھ سے جُدائی کی	〃
۶۷	میں تجھ سے در گزرا	〃	۸۷	تو خود مختار ہے	〃
۶۸	تو میرے کام کی نہیں	〃	۸۸	تو آزاد ہے	〃
۶۹	میرے مطلب کی نہیں	〃	۸۹	مجھ میں تجھ میں نکاح نہیں	۵۲۱
۷۰	میرے مصرف کی نہیں	〃	۹۰	مجھ میں تجھ میں نکاح باقی نہ رہا	〃
۷۱	مجھے تجھ پر کوئی راہ نہیں	〃	۹۱	میں نے تجھے تیرے گھر والوں[3]	〃
۷۲	کچھ قابو نہیں	〃	۹۲	یا باپ	〃
۷۳	مِلک نہیں	〃	۹۳	یا ماں	〃
۷۴	میں نے تیری راہ خالی کر دی	〃	۹۴	یا خاوندوں کو دیا	〃
۷۵	تو میری مِلک سے نکل گئی	〃	۹۵	یا خود تجھ کو دے ڈالا	〃
۷۶	میں نے تجھ سے خلع کیا	〃	۹۶	مجھ میں تجھ میں کچھ معاملہ نہ رہا[4]	〃
۷۷	اپنے میکے بیٹھ	〃	۹۷	میں تیرے نکاح سے بَری ہوں	〃
۷۸	تیری باگ ڈھیلی کی	〃	۹۸	بیزار ہوں	〃

[1] اگرچہ کسی عوض کا ذکر نہ کرے اور عورت کے اس کہنے کی بھی حاجت نہیں کہ میں نے خریدا۔

[2] فقط میں جُدا ہوں یا ہوا کافی نہیں اگرچہ بہ نیت طلاق کہے۔

[3] کہا میں نے تجھے تیرے بھائی یا ماموں یا چچا یا کسی اجنبی کو دے دیا تو کچھ نہیں۔

[4] مجھ میں تجھ میں کچھ نہ رہا سے کچھ نہیں اگرچہ نیت کرے۔